SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, February 15, 1987

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at six of the clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QURAN)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يُرِيدُ اللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ
مِن قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٢٦﴾
وَاللَّهُ يُرِيدُ أَن يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ
الشَّهَوَاتِ أَن تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا ﴿٢٧﴾ يُرِيدُ اللَّهُ أَن يُخَفِّفَ
عَنكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْإِنسَانُ ضَعِيفًا ﴿٢٨﴾

ترجمہ : شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ خدا چاہتا ہے کہ (اپنی آیتیں) تم سے کھول کھول کر بیان فرمائے اور تم کو اگلے لوگوں کے طریقے بتائے۔ اور تم پر مہربانی کرے۔ اور خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔ اور خدا تو چاہتا ہے کہ تم پر مہربانی کرے۔ اور جو لوگ اپنی خواہشوں کے پیچھے چلتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم سیدھے رستے سے بھٹک کر دور جا پڑو۔ خدا چاہتا ہے کہ تم پر سے بوجھ ہلکا کرے اور انسان (طبعًا) کمزور پیدا ہوا ہے۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، رخصت کی درخواستیں، جناب حاجی ملک سعد اللہ خان نے اپنی بیماری کی بنا پر ایوان سے 16 اور 17 فروری کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا آپ ان کی درخواست منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, February 15, 1987

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at six of the clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QURAN)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ ٱلَّذِينَ
مِن قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٢٦﴾
وَٱللَّهُ يُرِيدُ أَن يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ ٱلَّذِينَ يَتَّبِعُونَ
ٱلشَّهَوَٰتِ أَن تَمِيلُوا۟ مَيْلًا عَظِيمًا ﴿٢٧﴾ يُرِيدُ ٱللَّهُ أَن يُخَفِّفَ
عَنكُمْ وَخُلِقَ ٱلْإِنسَٰنُ ضَعِيفًا ﴿٢٨﴾

ترجمہ : شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ خدا چاہتا ہے کہ (اپنی آیتیں) تم سے کھول کھول کر بیان فرمائے اور تم کو اگلے لوگوں کے طریقے بتائے۔ اور تم پر مہربانی کرے۔ اور خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔ اور خدا تو چاہتا ہے کہ تم پر مہربانی کرے۔ اور جو لوگ اپنی خواہشوں کے پیچھے چلتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم سیدھے رستے سے بھٹک کر دور جا پڑو۔ خدا چاہتا ہے کہ تم پر سے بوجھ ہلکا کرے اور انسان (طبعاً) کمزور پیدا ہوا ہے۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ' رخصت کی درخواستیں ' جناب حاجی ملک سعد اللہ خان نے اپنی بیماری کی بنا پر ایوان سے 16 اور 17 فروری کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے ' کیا آپ ان کی درخواست منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب شاہ مردان شاہ پیرپگارا نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر ایوان سے آٹھویں مکمل اجلاس کی رخصت کی درخواست کی ہے' کیا ان کی یہ درخواست منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب نسیم احمد آہیر اطلاع دیتے ہیں کہ وہ آج کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

PRIVILEGE MOTIONS

جناب چیئرمین : تحاریک استحقاق' جناب قاضی حسین احمد صاحب۔

قاضی حسین احمد : جناب چیئرمین ! یہ تقریباً ایک ہی نوعیت کی دو تحاریک استحقاق ہیں ایک تحریک استحقاق میں نے اس وقت پیش کی تھی جب کہ کراچی میٹروپولیٹن کارپوریشن کو ابھی توڑا نہیں گیا تھا لیکن میئر سمیت 99 کونسلرز کو گرفتار کر لیا گیا تھا اور دوسری تحریک استحقاق پھر میرے اور پروفیسر خورشید احمد صاحب کے ناموں سے اس وقت پیش ہوئی ہے جبکہ کارپوریشن کو بھی توڑ دیا گیا' تو یہ دونوں چونکہ ایک ہی نوعیت کی تحاریک استحقاق ہیں اس لئے میں آپ سے درخوست کروں گا کہ میں دونوں تحاریک پڑھ لیتا ہوں اور پھر ہم اس کی ایڈمسیبیلٹی پر بات کر لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین : مجھے اس سے اتفاق ہے۔

(i) *RE:* ARREST OF MAYOR AND COUNCILLORS OF K.M.C.

قاضی حسین احمد : کراچی میں میٹروپولیٹن بلدیہ کراچی کے میئر جناب عبدالستار افغانی کی ان کے دیگر ننانوے کونسلر ساتھیوں سمیت گرفتاری اور نیز قبل ازیں سندھ اسمبلی کو جاتے ہوئے اور اسمبلی سے باہر جناب افغانی کی زیر قیادت کونسلرز کے پرامن جلوس پر پولیس کا شدید اور بار بار لاٹھی چارج اور آنسو گیس شلنگ کی گئی اور نتیجتاً جناب عبدالستار افغانی سمیت بہت سے معزز کونسلروں کا زخمی ہونا درحقیقت یہ سب کچھ ان منتخب عوامی نمائندوں کو اپنی رائے کے اظہار سے محروم رکھنے کا اقدام ہے جبکہ رائے کے اظہار کا حق دستور پاکستان کے مطابق ہر پاکستانی شہری کا بنیادی حق ہے جس کی اس طرح نفی کی گئی ہے' لہٰذا اس مسئلے پر تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔

دوسری ہے کراچی میں میونسپل کارپوریشن کے جمہوری ادارے کو توڑنے اور معطل کرنے سے ملک میں تمام جمہوری اداروں کا مستقبل مخدوش ہو گیا ہے اور یہ خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ ہمارے ملک میں منتخب جمہوری اداروں کو جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے اندھے قوانین کی مدد سے کسی بھی وقت ختم کیا جاسکتا ہے' اس اقدام سے سینیٹ کا اور رکن سینیٹ کی حیثیت سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین ! عموماً اس طرح کی تحاریک کے جواب میں پہلی بات یہ کہی جاتی ہے کہ یہ صوبائی معاملہ ہے جناب چیئرمین ! چونکہ کراچی میٹروپولیٹن کارپوریشن 80 لاکھ لوگوں کا منتخب ادارہ ہے اور 80 لاکھ لوگوں کا منتخب ادارہ ہونے کی حیثیت سے اس کی جو اہمیت ہے وہ قومی نوعیت کی اہمیت ہے۔ حالیہ واقعات کی وجہ سے بھی کراچی نے جو اہمیت اختیار کی ہے اور ملک کے حالات پر جس طریقے سے یہاں کے حالات اثر انداز ہوئے ہیں' اس کا بھی تقاضا ہے کہ یہاں جو بھی قدم اٹھایا جائے' وہ انتہائی احتیاط سے اٹھایا جائے اور ملکی حکومت اور جو متعلقہ قومی ادارے ہیں ان سب کو اعتماد میں لیا جائے اس لئے یہ قرین قیاس نہیں ہے کہ اتنا بڑا اقدام صوبائی حکومت از خود کر سکتی ہے اور اگر مرکزی حکومت نے صوبائی حکومت کو اس طرح کھلا چھوڑ دیا ہے کہ وہ 80 لاکھ عوام کے منتخب ادارے کو بیک بنی و دو گوش' اس طریقے سے ختم کر دیں تو یہ ایک انتہائی مایوس کن بات ہے مرکزی حکومت کی کارکردگی پر کہ وہ 80 لاکھ لوگوں کے اور اتنے حساس شہر میں جہاں اتنی developments اور اتنے کچھ واقعات اس سے پہلے ہوئے ہیں' اس کو اس طریقے سے ایک اور بحران کے حوالے کر دیں۔

جناب چیئرمین ! میئر کا ادارہ ویسے ہی بڑا مقدس ادارہ ہے اور پھر میئر کے ساتھ جب کونسلرز کی اکثریت جا رہی ہو اور کونسلرز کی اکثریت کسی قانون کو بھی نہ توڑ رہی ہو' دو' دو کی قطار میں ہو' اور پھر انہوں نے وہاں اعلان کیا تھا کہ دو' دو آدمیوں کی قطار میں جائیں تاکہ دفعہ 144 بھی نہ ٹوٹے' اس کے باوجود ان کو اس طریقے سے وہاں گھیرنا اور ان کی پٹائی کرنا یہ جمہوریت کا بھی خون ہے اور اس طریقے سے ایک مقدس قومی ادارے کا تقدس بھی پامال کیا گیا ہے اور یہ کارروائی کراچی جیسے شہر میں جہاں اس وقت اس بات کی ضرورت ہے کہ ایک ایک

[Qazi Hussain Ahmed]

قدم انتہائی احتیاط سے اٹھایا جائے یہ ایک ایسی کارروائی ہے جو بدنیتی پر محمول ہو سکتی ہے جس کے نتیجے میں ارادہ اور نیت ہی یہ ہو کہ اس کے نتیجے میں کراچی کے حالات اور مزید خراب ہوں۔

جناب والا! اس لئے میری پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ قرین قیاس نہیں ہے کہ یہ صوبائی حکومت نے از خود کیا ہے مرکزی حکومت اس میں ملوث ہے۔ دوسری بات یہ کہی جا سکتی ہے کہ اس سے سینیٹ کا استحقاق کس طرح مجروح ہوا ہے۔ جناب والا ! سینیٹ اس ملک میں جمہوریت کی کسٹوڈین اور ایک جمہوری ادارہ ہے اور اگر ملک میں یہ ریت پڑ جاتی ہے کہ یہاں جمہوریت کا اس طرح خون کر دیا جائے تو اس سے سینیٹ اور قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیاں بھی محفوظ نہیں رہ سکتیں کیوں کہ اسی طرح کے اقدمات کیلئے کوئی بہانہ بنایا جا سکتا ہے اس لئے یہ سینیٹ بھی اس وقت اس طرح کے اقدمات کے نتیجے میں خطرے میں آگئی ہے اور ملک بھر کے تمام اداروں کو ایک خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔

جناب چیئرمین ! اگر اس نازک مرحلے پر اور اس نازک موقع پر سینیٹ اپنا فرض ادا نہ کرے اور اس طرح کے جو واقعات ملک کے اندر ہو رہے ہیں جن کے نتیجے میں ملک مسلسل ایک بحران کی طرف بڑھ رہا ہے' شدید بحران کی طرف بڑھ رہا ہے اگر اس پر ہم کوئی روک نہ لگا سکیں تو یہ ہماری ناکامی ہو گی' اس ملک کی پارلیمنٹ کا ایوان بالا ہونے کی حیثیت سے ہمارا یہ فرض ہے کہ اس طرح کے معاملات پر ہم روک لگانے کیلئے مؤثر اقدامات کریں' یہاں میں تمام قوانین اور ضابطوں اور پیچیدگیوں اور قانونی technicalities سے بالاتر ہو کر جناب چیئرمین! آپ سے بھی اپیل کرتا ہوں اور حکومتی پارٹی سے بھی یہ درخواست کرتا ہوں کہ technicalitites کا سہارا لینے کی بجائے اور قانونی موشگافیوں میں پڑنے کی بجائے اس چیلنج کا سامنا کریں ملک ایک بحران کی طرف بڑھ رہا ہے کراچی سے آج بھی ٹیلی فون پر مجھے جو اطلاع آئی ہے اس کے مطابق کراچی پوری طرح ایک پولیس سٹیٹ بن چکا ہے۔ بکتر بند گاڑیاں شہر کے اندر پھیلی ہوئی ہیں بہت سارے لوگ آج بھی زخمی ہوئے ہیں اور کراچی میں مزید آگ لگی ہوئی ہے تو اس صورت حال کو کنٹرول کرنے کے لئے اس میں مداخلت کرنے کیلئے سینیٹ کو اس وقت کوئی اقدام کرنا چاہیئے۔

جناب چیئرمین ! یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ تحریک استحقاق سے زیادہ تحریک التوا کا ایک موضوع ہے لیکن میں آپ سے عرض کروں گا آپ کے سامنے سینکڑوں تحریک التوا کی ایک طویل فہرست پڑی ہوئی ہے اور اگر اس لائن میں یہ چلی جائے تو ایک وقت کا اہم موضوع ہے جو آج سے تعلق رکھتا ہے اور آج شاید آخری دن ہم بیٹھے ہوئے ہیں اگر اس پر آج ہی کوئی اقدام نہ کیا گیا۔ اس کے بارے میں کوئی مئوثر فیصلہ نہ کیا گیا اور پارٹی پالیٹکس سے بالاتر ہو کر ہم نے نہ سوچا تو ہم اس ملک اور اس ایوان بالا کے ممبروں کی حیثیت سے اپنا جو فرض ہے وہ ادا کرنے میں کوتاہی کریں گے۔ جناب والا ! سندھ کے وزیر اعلیٰ کی نا اہلی ثابت شدہ امر ہے اور وہاں پر اس طرح کے آفیسرز بھی موجود ہیں۔ جو کہ اس طرح کی تمام مصیبتوں کو انجینئر کر رہے ہیں۔ اس طرح کے وہ بحران پیدا کرنا چاہتے ہیں اور وہ پیدا کرنے میں ملوث ہیں۔ ان کی نشاندہی بھی کی گئی اور سینیٹ کے فلور پر بھی کہا گیا ہے اور اس کے باوجود اگر حکومت اس کے بارے میں اقدام نہیں کرتی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس کی نا اہلی اور اس کی کمزوری ہے اور پورے سینیٹ کو مل جل کر ایک ایسی رائے اور ایسا مشورہ دینا چاہئے اور اس کے بارے میں ایک ایسا اقدام کرنا چاہئے کہ ملک کو مزید ایک بحران سے بچاسکیں۔ شکریہ !

جناب چیئرمین جناب پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ' جناب چیئرمین ! میں بھی دراصل اس تحریک استحقاق پر اپنے دلائل دینے کیلئے آپ کی اجازت چاہ رہا ہوں جو میری اور محترم قاضی حسین احمد صاحب کی طرف سے پیش کی گئی ہے میں نے اس میں جس چیز کو اپنی قرارداد کا مرکزی نقطہ بنایا ہے وہ کراچی میونسپل کارپوریشن جو ملک کا ایک اہم مقتدر جمہوری منتخب ادارہ ہے اسے محض اپنے مخصوص سیاسی مقاصد حاصل کرنے ' ذاتی تحفظ اور lame excuses کی بنیاد پر dissolve کیا گیا ہے جس سے ایک ایسا خطرہ پیدا ہوا ہے جسے میں پورے پارلیمانی نظام ' جمہوری نظام اس دستور اور دستوری نظام کیلئے خطرہ سمجھتا ہوں اور اسی بنیاد پر میں یہ تحریک آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔

جناب والا ! میں اپنی معروضات کو تین حصوں میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس وقت سیاسی اور قانونی دونوں اعتبار سے ایک بڑے اہم مسئلے پر غور کر

[Prof. Khurshid Ahmed]

رہے ہیں میری گزارشات بڑی حد تک اس موضوع سے متعلق ہوں گی لیکن فی الحقیقت ان کا تعلق پورے Law of privileges سے ہو گا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ اس پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں اور یہ دیکھیں کہ میں جو معروضات پیش کر رہا ہوں کیا فی الحقیقت وہ ہمارے سامنے اس پورے پریولجز کا جو تصور ہے اس پر از سر نو غور کرنے کیلئے کچھ مواد فراہم کرتی ہیں یا نہیں۔ سب سے پہلے ہم حقائق اپنے سامنے رکھیں۔ حقائق کو پیش کرنے کیلئے میں چاہتا ہوں کہ میں پریولجز بتاؤں کہ اس ایوان کے پریولجز اس ایوان کے ارکان کے پریولجز دراصل ہیں کیا؟ آپ کے سامنے یہ حقیقت ہے اور آپ نے اس سے پہلے بھی کئی رولنگز دی ہیں پریولجز دراصل وہ قانون اور وہ اختیارات ہیں وہ exceptions ہیں جو ایوان یا اسکے اراکین کو اس لئے حاصل ہوتے ہیں کہ وہ اپنی ذمہ داریاں اپنے فرائض منصبی صحیح صحیح ادا کر سکیں اس سلسلے میں میں سب سے پہلے آپ کو ڈاکٹر ہری ہرا داس (Hari Hara Das) اور Sabita Kumari Rath کی کتاب پارلیمنٹری پریولجز ان انڈیا سے حوالہ دیتا ہوں۔

A study of contour and dimension published, 1985. Parliamentary privilege denotes merely lawful rights of each House and of an individual Member, which are necessary for effective functioning of the Legislative body.

یہی چیز ہے جسے ہم اس سے پہلے 'May's Parliamentary Practices' کے ریفرنس سے دیکھ چکے ہیں انڈیا کے Constitution پر Basu کی جو کمنٹری ہے اس کے ریفرنس سے بھی میں پریولجز کے بارے میں ایک بار پھر آپ کو یاد دہانی یا refresh کرنے کی کوشش کرونگا

That the privileges are certain rights belonging to each House of Parliament collectively and some others belonging to Members individually without which, it would be impossible for the either House to maintain its independent election or the dignity of its position or for the Members to discharge their functions.

یہ مصنفین آگے چل کر کہتے ہیں۔ That the privilege of the Parliament is to safeguard the freedom, authority and dignity of Parliament.

اس پر دسیوں quotations پیش کی جا سکتی ہیں میں صرف ان تین کی بنیاد پر جو بات establish کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ پریولجز کا پورا قانون ' پورا تصور دراصل پارلیمنٹ کی بالادستی' اسکی آزادی' اس کی dignity اس کے decorum اسکی اتھارٹی اور وہ تمام چیزیں جو اس کی کارکردگی کیلئے ضروری ہیں ان کے تحفظ کیلئے ہے۔ یہ ہے وہ بنیاد اور اگر آپ تاریخی اعتبار سے دیکھیں تو آپ کو یاد ہو گا کہ خاص طور سے انگلستان میں Law of Privileges دراصل ایگزیکٹو اور لیجسلیٹو آرگن کے باہم تصادم کے نتیجے میں رونما ہوا۔ پارلیمنٹ نے اپنے آپ کو assert کیا اور اپنے لئے یہ اختیار حاصل کیا کہ وہ اپنے functions ٹھیک ٹھیک ادا کر سکے۔ تاکہ اس طرح اپنے آپ کو ایگزیکٹو کی دسترس سے محفوظ کر لے آج بعینہ وہی تاریخ ایک اور طرح repeat کی جا رہی ہے آج ایگزیکٹو پھر مختلف طرح پارلیمانی نظام' پارلیمنٹ کی اتھارٹی اور پارلیمنٹ کی جو integrity ہے حتیٰ کہ اس کی جو legitimacy ہے اس پر دست درازیاں کر رہی ہے اور اسی context میں ہمیں پورے پریولجز کے معاملے پر غور کرنا ہو گا۔

جناب والا! اس موقع پر میں آپ کی توجہ دستور میں اس حلف کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو سینیٹ کے ایک رکن کی حیثیت سے آپ اور میں' نے اور اس ایوان کے ہر ممبر نے لیا ہے یہ حلف دراصل ہمارے فنگشنز کو متعین کرتا ہے۔ اور یہ سینیٹ کے فنگشنز کو متعین کرتا ہے۔ اور صفحہ ۲۴۲ پر یہ حلف یوں ہے۔

And that I will preserve, protect and defend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

دوسرے الفاظ میں دستور میں جو لیجلسلیٹو یا جوڈیشیلٹو فنکشنز مختلف ہاؤسز کے دیئے ہوئے ہیں ان کے ساتھ ایک بنیادی مقصد اس ہاؤس کا اور اس کے ہر فرد کا یہ ہے کہ وہ اس دستور کو preserve کرے' protect کرے اور defend کرے۔ اب دیکھئے کہ دستور کیا کہتا ہے۔ میں آپ کی توجہ دستور کے آرٹیکل ۳۲ کی طرف مبذول کراؤں گا۔ جس میں کہا گیا ہے۔

[Prof. Khurshid Ahmed]

The state shall encourage local government institutions composed of elected representatives of the area concerned and such institutions, special representation will be given to peasants, workers and women.

جناب والا ! اس سے دراصل یہ پریولج establish ہوئی کہ اس ایوان کے ہر رکن اور اس ایوان کا یہ بنیادی فنکشن ہے کہ وہ دستور کو protect کرے' preserve کرے' defend کرے۔ دستور جو اس ملک میں سیاسی نظام قائم کر رہا ہے اس میں ایک فیڈرل نظام ہے ایک پراونشل نظام ہے ایک لوکل نظام ہے۔ لیکن یہ سارے کا سارا دستور کے تحت ہے اس سے ہٹ کر نہیں اور اس ملک میں representative اداروں کا وجود جس میں سب سے اہم ادارہ کراچی کارپوریشن ہے محض اس لئے نہیں کہ وہ سب سے بڑے شہر کا میٹروپولیٹن کارپوریشن ہے اس لئے بھی کہ اس نے بڑی شاندار روایات قائم کی ہیں تقسیم سے پہلے بھی اور تقسیم کے بعد بھی تو اس ادارے کے ساتھ جو کچھ بھی ہوتا ہے اس کا تعلق محض اس ادارے سے نہیں بلکہ اس دستور سے ہے اس پورے نظام سے ہے اس ملک میں منتخب اداروں کے مستقبل سے ہے خود اس ایوان کے مستقبل سے ہے۔ جناب والا! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں قبل اس کے کہ میں آپ کے سامنے قانونی نکات پیش کروں میں چاہتا ہوں کہ موٹے موٹے حقائق ہم ذرا refresh کر لیں۔

کراچی پچھلے دو سال سے لیکن خصوصیت سے اس سال نومبر سے ایک بحران میں مبتلا ہے بار بار فساد ہو رہے ہیں انسانی جانیں تلف ہو رہی ہیں۔ مکانات کو آگ لگائی جا رہی ہیں۔ پورا شہر turmoil کے اندر ہے انتظامی مشینری ناکام رہی۔ خصوصیت سے پراونشل گورنمنٹ اور اسکے وزیر اعلیٰ نے نہ صرف criminal neglegence کا مظاہرہ کیا ہے بلکہ ساری evidence موجود ہیں کہ یہ حکومت اپنے فرائض منصبی کو پورا کرنے میں ناکام رہی ہے اور اسکے عناصر اس صورت حال کے پیدا کرنے میں ملوث رہے ہیں۔ ان حالات کے اندر کراچی کے منتخب نمائندے' وہاں کی کارپوریشن مجبور تھی اور اسکا فرض تھا کہ ان حالات پہ احتجاج کریں اپنے جذبات کا اظہار کریں یہ کسی پارٹی یا کسی فرد کے جذبات نہیں تھے میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ کراچی میٹروپولیٹن کارپوریشن کے میئر کی صدارت میں جو قرارداد کراچی کے حالات کے اوپر پاس ہوئی ہے سندھ کی حکومت کی نااہلی کے اوپر' اسکے وزیر اعلیٰ کے استعفیٰ

کے اوپر وہ unanimous قرار داد تھی۔ اس میں کوئی ایک dissenting voice نہیں تھی۔ گویا کہ کراچی کے تمام منتخب افراد نے اس پوزیشن کا اظہار کیا اور وہ پچھلے تین مہینے سے دن رات کراچی کے حالات کو قابو میں کرنے' اصلاح کرنے اور انکو سنوارنے کی کوشش کرتے رہے یہ بات کہ انہوں نے سیاسی قرار داد پاس کی یہ کہنا بھی میرا خیال ہے کہ بڑا شرمناک ہے۔ اسلئے کہ اس ملک میں سیاست کوئی گالی نہیں ہے کوئی جرم نہیں ہے۔ ہم میں سے ہر شخص کا ایک سیاسی وجود ہے اور ہر ادارہ سیاسی آراء کا اظہار کرتا ہے۔ آج یہ جو لوگ کہہ رہے ہیں کہ کراچی کارپوریشن نے سیاسی قرار داد پاس کی ہے وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ ابھی چند سال پہلے اس ملک کی ایک ایک کونسل سے ایک ایک میٹروپولیٹن کارپوریشن سے یہ قرار دادیں پاس کروائی گئی تھیں کہ ریفرنڈم میں صدر صاحب کی حمایت کی جائے۔ کیا وہ سیاسی قرار دادیں نہیں تھیں سیاسی قرار داد صرف یہی ہے کہ جب آپ کسی کو censure کریں تو وہ سیاسی بن جاتی ہے۔ اگر آپ کسی کی تائید کریں تو وہ سیاسی نہیں رہتی پھر ایسی قرار داد حیدر آباد کارپوریشن نے پاس کی ہے سکھر کارپوریشن نے پاس کی ہے لیکن نزلہ صرف کراچی کارپوریشن پہ گرا ہے۔

جناب والا! دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ٹیکسز کا مسئلہ جو اس وقت کراچی میں بڑا اہم مسئلہ ہے اور آج کا نہیں پچھلے آٹھ سال سے 1969 تک کراچی کارپوریشن وہیکل ٹیکس وصول کر رہی تھی یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جو آزادی سے پہلے سے لے کر 1969 تک جاری رہی۔ مارشل لاء میں اس سے یہ اختیار لے لیا تھا اور یہ ایک exception تھا اور مقامات پر تو اختیارات ہیں لیکن کراچی والوں کو نہیں۔ اور اسی بنیاد پہ وہ برابر مطالبہ کر رہے ہیں۔ ٹیکسز کا معاملہ بھی آپ کو معلوم ہے کہ distribution of taxes federal provincial, local فطری طور پر پورا نظام ان سے متاثر ہے پورا نظام ان سے متعلق ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اب تک ان کمشنوں نے کام نہیں کیا جنہیں انصاف کے ساتھ اس بات کو متعین کرنا تھا کہ کہاں کیا چیز ہونی چاہئے۔ یہ failure ہے فیڈرل گورنمنٹ کا' یہ failure ہے پراونشل گورنمنٹ کا جسکی بنا پر یہ مسائل پیدا ہوئے ہیں۔

پھر تیسرا پہلو آپ یہ بھی سامنے رکھئے کہ کراچی کارپوریشن ایک متفقہ فیصلے کے بعد احتجاج کرتی ہے میئر procession کو lead کرتا ہے۔ جمہوری نظام کے اندر اظہار

[Prof. Khurshid Ahmed]

رائے اور احتجاج ایک معروف جمہوری طریقہ ہے۔ violence غلط ہے لیکن اپنی رائے کے اظہار کیلئے چونکہ دفعہ 144 نافذ تھی اس لئے یہ افراد تین تین کی ٹولیوں میں آ رہے تھے۔ کیا صوبائی انتظامیہ کا یہ فرض نہیں تھا کہ انکو warning دیتی ان سے ملتی انکی بات سنتی اس سے پہلے چیف منسٹر کا reception دے کر کے کارپوریشن نے انکے سامنے مسائل رکھے تھے۔ برابر ڈائلاگ ہو رہا ہے لیکن اسکا جواب دیا گیا ہے لاٹھی سے' اسکا جواب دیا گیا ہے tear gas سے' اسکا جواب دیا گیا ہے بندوق سے' اسکا جواب اس طریقے سے دیا گیا ہے کہ لوگوں کو مار مار کر زمین پر گرایا گیا ہے' اسکا جواب دیا گیا ہے اس طریقے سے کہ کراچی کا کمشنر اور ڈپٹی کمشنر چلا رہے ہیں کہ پولیس والے ایسا نہ کریں اور پولیس والوں نے انکی بات نہ مانی'۔۔۔۔۔۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین: جہاں تک اس موشن کی ایڈمسیبلٹی کا تعلق ہے relevancy of facts اس سے متعلق نہیں ہیں میرے خیال سے اگر آپ ایڈمسیبلٹی پہ بولیں۔۔۔۔۔ (مداخلت)

پروفیسر خورشید احمد: میں آپ کا ممنون ہوں۔ میرے کہنے کا مدعا یہ ہے کہ منتخب نمائندوں کے ساتھ اپنے Functions ادا کرنے کے دوران جو سلوک کیا جاتا ہے اسے پوری طرح اس سے کاٹا نہیں جا سکتا۔ لیکن میں یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ یہ راستہ یہ طریقہ جو اس حکومت نے اختیار کیا ہے فطری طور پر جب اگلا قدم انہوں نے یہ اٹھایا کہ اس ادارے کو arbitrarily کسی justification کے بغیر dissolve کر دیا تو اس سے ایک نہایت اہم ادارے کے اوپر ایک کاری ضرب لگی جس نے دراصل پورے منتخب اداروں کے نظام کو متاثر کیا ہے اور یہی وہ basis ہے کہ جن پر میں پریولج کی دلیل آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں۔

جناب والا! آپ کے علم میں یہ بات ہے کہ ہمارے ملک میں کوئی codified law of privileges نہیں۔ جہاں اتنا نقصان ہے وہاں اتنا اس کا فائدہ بھی ہے۔ فائدہ اس کا یہ ہے کہ ایسی صورت میں اس ایوان کا جو discretion ہے وہ زیادہ وسیع ہو جاتا ہے اگر ایک codified law ہوتا تو ہم لازماً اسی قانون کے پابند تھے لیکن جب codified law نہیں تو اس صورت میں اس ایوان کیلئے اس

بات کا امکان ہے کہ دنیا کے حالات customs, traditions بدلتی ہوئی اس صورتحال کو سامنے رکھتے ہوئے وہ استحقاق کی حیثیت کو متعین کرنے کی کوشش کرے۔ میں اس سلسلے میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر میری یہ submissions درست ہیں کہ دستور کی protection اس ادارے کی ذمہ داری ہے اور دستور کی violation اور ہر وہ چیز جو منتخب اداروں اور منتخب نظام کیلئے ایک خطرہ ہے جو اسکو deride کرتی ہے جسکی بنا پر وہ in contempt جاتا ہے یہ دراصل ہاؤس کا بھی ایک contempt ہے۔

جناب والا! پریولج کے قانون کا اگر آپ تجزیہ کریں تو آپ دیکھیں گے کہ دو بڑی بڑی categories ہیں ایک کٹیگری وہ ہے جس میں متعین پریولج کا violation ہوتا ہے دوسری کیٹیگری وہ ہے جسکو contempt of the House کہا جاتا ہے میں آج آپ کو دعوت دینا چاہتا ہوں کہ آپ اس مسئلے کے اوپر محض پریولج کی جو متعین شکلیں ہیں انکی violation کے پہلو سے غور نہ کریں بلکہ contempt کے پہلو سے غور فرمائیں۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے یہ چیز پڑھنا چاہوں گا میں پھر ریفر کر رہا ہوں Dr. Das and Rath کو

But this penal jurisdiction is exercised not only in respect of breaches of specific privileges but also in respect of any act which is in the nature of contempt of the House.

اس نے کہا ہے کہ

This is 'key-stone' of parliamentary privileges.

آگے چل کر وہ کہتا ہے کہ 'Breach of Privilege' is not to be equated with the expression "Contempt of the House". The two concepts are indeed quite different. Offences of the nature of contempts have been termed by long usage as "Breaches of Privileges" though that expression is more appropriately applicable only to that type of contempt which consists in the violation or disregard of the privilege of the House or the individual members thereof. It is true that a vast number of cases of contempt arise out of disregard of privileges possessed either by members as such or collectively by each House. There are, however, other encroachments on the rights of the Parliament of the nature of

[Prof. Khurshid Ahmed]

obstruction and interference which cannot be deemed as an attack on the privileges. Whereas all breaches of privilege are contempts of the House, a person may be guilty of contempt of the House, even though he does not violate any of the privileges of the House. To put it all in a pithy sentence, "Contempt of the House of the Parliament is a generic term of which breaches of privileges are an important specy."

توجناب والا! میں آپ کی توجہ specific privilege سے ہٹا کر اس بنیاد کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ contempt of the House بھی دراصل بریچ آف پریولج کی ایک شکل ہے اور contempt of the House کا جتنا بھی لٹریچر ہے اگر اسکا آپ مطالعہ کریں تو آپ اس میں یہ پائیں گے کہ ہر وہ چیز جس سے کہ یہ ہاؤس' پارلیمنٹ' پارلیمنٹری سسٹم disrespect پہ جاتا ہے وہ دراصل ہاؤس کیلئے ایک contempt ہے اور پھر یہ ہاؤس contempt کی بنیاد کے اوپر اسکو سزا دے سکتا ہے اور contempt کا اگر کوئی specific قانون موجود نہ ہو جب بھی سزا دے سکتا ہے میں اسی کتاب سے عرض کروں گا کہ

"Wild charges against the House and reflection on its efficiency amount to a breach of privilege of the House."

ہندوستان میں ایک پریولجز کمیٹی کی ایک رپورٹ سے میں عرض کرتا ہوں کہ

"The committee are of the opinion that such remarks which cast aspersions and attribute irresponsibility tend to diminish respect due to Parliament. Strictly constructed they would amount to a breach of privilege."

اسی بنیاد کے اوپر ہندوستان کی ایک دوسری کتاب میں Law of Parliamentary Privileges in India اس نے Blitz کا ایک کیس۔ quote کیا گیا ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ

"For all practical purposes this House serves merely a rubber stamp to be affixed to the proceedings of the Legislative Assembly".

محض اس بنیاد پر لوک سبھا نے اس کو violation of privileges قرار دیا اور اس اخبار

کے ایڈیٹر کو apology پیش کرنا پڑی۔ اس طرح کی اور بہت سی مثالیں ہیں۔ جو لٹریچر کے اندر موجود ہیں۔ اسی context میں جناب والا! میں آپ کی توجہ اس طرف بھی مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ہر وہ چیز جو پارلیمانی نظام اور پارلیمانی اداروں کے functions کو متاثر کرنے والی ہو' ان کی عزت کو متاثر کرنے والی ہو وہ بھی contempt کے دائرے میں آ سکتی ہے۔ اس سلسلے میں' میں S.S. Moore کی کتاب

Practice & Procedure of Indian Parliament

کے صفحہ ۱۴۵ سے ایک جملہ نقل کرنا چاہتا ہوں۔

The two Houses of Parliament must command the respect due to them if they are to discharge their functions properly.

اور اس کے مقابلے میں ہر وہ چیز جو ان کو disrespect پر لے جانے والی ہو اسے وہ contempt قرار دیتا ہے۔ پھر میں آپ کی توجہ بروہی صاحب کی کتاب Fundamental Law of Pakistan کی طرف بھی مبذول کراؤں گا جس میں privileges کی بحث میں انہوں نے دو بڑے اہم نکات اٹھائے ہیں اور اس میں یہ چیز لائی گئی ہے کہ پارلیمنٹ' اس کا وجود اور اس کا political context یہ دراصل اس کے پریولج کو متعین کرے گی۔ میں یہ بات خاص طور پر اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ ہم مارشل لاء کے دور سے نکلے ہیں اس وقت منتخب اداروں کو ایک موقع دیا گیا ہے کام کرنے کا اور اس context میں منتخب اداروں پر جو وار ہے وہ دراصل پورے انتخابی اصول اور پارلیمانی نظام پر وار ہے۔ انہوں نے ایک کیس انگلستان سے quote کیا ہے۔ Stockdale *Vs* Hansard جس میں متعلقہ جج یہ کہتا ہے

"Parliament enjoys privileges of the most important character. No person capable of the least reflection can doubt for a moment. Some are common to both Houses, some are peculiar to each. All are essential to the discharge of their functions. If they were not the fruit of deliberation they rest on the stronger ground of a necessity which became apparent at least as soon as the two Houses took their present position in the State."

[Prof. Khurshid Ahme]

اس میں جو بنیادی بات کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ اگر کسٹم، قانون ان تمام کی بنیاد پر کوئی چیز privileges کیلئے موجود نہیں۔ تو یہ fact کہ ایوان قائم ہوئے ہیں ان کا یہ مقام ہے ان کا یہ رول ہے اور law of necessity کے تحت ہر وہ چیز جو اس ادارے اور اس نظام کو in contempt لانے والی ہو وہ contempt of the House ہو گی اور اس contempt of the House کا نوٹس یہ ایوان لے سکتا ہے۔ آگے چل کر بروہی صاحب نے ایک اور دلچسپ بحث یہ کی ہے کہ اگر کسی ملک کے دستور میں یہ بات لکھی ہوئی نہ ہو۔ خاص طور سے کورٹس جن کو کہ contempt of court کا اختیار حاصل ہے، صرف ان کا نام contempt کیلئے دیا گیا ہے۔ لیکن اس حالت میں بھی legislature کو اس بات کا اختیار ہے کہ وہ contempt of the House کے حق کو استعمال کرے اور اس کی بنیاد پر سزا دے۔ انگلش لا کے اندر اس بات کی evidence موجود ہے کہ ایسے حالات میں اگر وہ general warrant ہو specific reasons دیئے بغیر، کورٹ اس کو review بھی نہیں کر سکتی۔

اس بنا پر جناب والا! میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اس مسئلے پر تین پہلوؤں سے غور فرمائیں۔ سب سے پہلی چیز یہ کہ جو سیاسی سانحہ واقع ہوا ہے۔ جو ظلم کراچی پر کیا گیا ہے جو زیادتی کراچی کے منتخب نمائندوں کے ساتھ کی گئی ہے اور جس طرح وہاں پر ایک پولیس اسٹیٹ ایک totalitarian State قائم کی جا رہی ہے۔ یہ ایک ایسی چیز ہے کہ جسے condone کرنا جسے telerate کرنا اس ملک میں جمہوریت کے مستقبل کو تاریک کرنے کے مترادف ہے۔ دوسری بات جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس دستور نے منتخب اداروں کے لئے جو نظام بنایا ہے اس کا دفاع اس ایوان کا فرض ہے اور جو کچھ ہوا ہے وہ چونکہ منتخب اداروں کو الٹی چھری سے ذبح کرنے کے مترادف ہے۔ اس لئے اس ایوان کا فرض ہے کہ دستور کے تحفظ کی خاطر اس کا نوٹس لے۔ تیسری چیز یہ کہ پارلیمانی نظام کو جو خطرہ اس کی بنا پر لاحق ہوا ہے اس کی بنا پر contempt of House کی بنیاد پر نہ کہ کسی specific privilege کی بنیاد پر یہ ہمارا حق بھی ہے اور شاید ہمارا فرض بھی ہے۔ یہاں میں دوبارہ عرض کروں گا کہ

law of necessity کے کیس میں جسے بروہی صاحب نے اور Hansard بیان کیا گیا ہے اس کے پس منظر میں پاکستان کے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے اگر یہ ایوان اپنا تحفظ اور اس ملک میں جمہوری اداروں کا تحفظ نہیں کرتا تو کل ہم مجرم ہوں گے' قوم کے سامنے بھی' تاریخ کے سامنے بھی۔ اس لئے یہ ایک ایسا موقع ہے کہ اس ایوان کو اٹھنا چاہئے اور اس ایوان کو اپنی ذمہ داری ادا کرنا چاہئے اور سندھ کی صوبائی حکومت کو اس بارے میں تادیب کرنی چاہئے۔ اس کے مختلف طریقے ہیں reprimand بھی آپ کر سکتے ہیں۔ آپ penalize بھی کر سکتے ہیں اور میری نگاہ میں چونکہ ایک codified law موجود نہیں ہے اس لئے ہمارے لئے options کافی موجود ہیں۔ جس چیز کو ہم نے hazy کہا ہے اس کی بنا پر وہ ہمارے لئے unlimited opportunities بھی دیتا ہے۔ بشرطیکہ ہم ملک اور دنیا کی روایات کو سامنے رکھ کر کوئی اقدام کریں۔

اس بنا پر جناب والا! میں چاہتا ہوں کہ آپ اس مسئلہ پر غور فرمائیں اور اسے آپ اس محدود technical انداز میں نہ لیں بلکہ wider perspective میں لیں۔ اور میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خصوصاً Law of Parliamentary Privileges in India میں ایک پورا چیپٹر قائم کیا ہے جس میں انہوں نے یہ دکھلایا ہے کہ modern trends as to privileges یہ صحیح ہے کہ تاریخی اعتبار سے بہت ساری شکلیں privileges کی رہی ہیں لیکن ہم ان تک مقید نہیں ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بیشمار نئے تجربات ہیں۔ نئی چیزیں آ رہی ہیں اور اس بنا پر میں چاہوں گا کہ آپ بھی originality کا مظاہرہ فرمائیں۔ اس چیلنج' اس threat کو قومی threat کی حیثیت سے لیں۔ اس ایوان کے لئے ایک threat کی حیثیت سے لیں اور اس پر ایک مثال قائم کریں تا کہ کل پھر منتخب اداروں پر وار کرنے کی کسی میں ہمت نہ ہو۔ شکریہ!

جناب چیئرمین: شکریہ! جناب پلیجو صاحب۔ یہاں admissibility پر بحث ہو رہی ہے پھر بھی پروفیسر خورشید صاحب نے کافی وسعت دی اپنے بیان کو۔ میں نے ان کو اجازت دی لیکن میں امید رکھتا ہوں کہ باقی ممبران صاحبان اپنے ارشادات مختصر رکھیں گے اور

جناب چیئرمین : اگر پریولج موشن نہیں بنتی تو آپ یہ بتائیں کہ کن وجوہ کی بنا پر پریولج موشن نہیں بنتی۔

جناب حمزو خان پلیجو : جمہوریت ان کو راس ہی نہیں آتی ہے کیونکہ جب بیوروکریٹس کا ٹائم ہوتا ہے، حکومت ہوتی ہے، مارشل لاء کی حکومت ہوتی ہے تو اس وقت یہ زیادہ سے زیادہ فائدے اٹھاتے ہیں اور جمہوریت جو ہے یہ کبھی ان کو راس نہیں آتی۔ جب جمہوریت ہوتی ہے تو یہ ہر وقت ٹانگ اڑاتے رہتے ہیں۔ شکریہ!

جناب چیئرمین : جناب احمد میاں سومرو صاحب۔

Mr. Ahmed Mian Soomro: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم Thank you Sir. I am sure, the Government would realize the volatile situation in Karachi. I have just arrived from Karachi and driven here directly from the Airport and I think I would certainly avail of your kindness to say as to what is the situation there to justify this motion being discussed. In fact I would expect the Government to be prepared to discuss this motion. The situation in Karachi is Sir, as bad as one could possibly imagine. We have, on the last occasion, while the MPAs were arrested, held a discussion to a small extent on that. This is followed by now the arrest of the elected Councillors of Karachi including the first citizen of Karachi, that is the Mayor of Karachi, I am not wanting Sir, at this stage to justify the resolution or otherwise passed by the KMC Sir, but they were going in a peaceful procession, not violating the law then not only to be stopped a few paces from the Sind Assembly where they were going to place their demands. But they had been beaten up by Police. How shameful it is! We should all hang our heads down in shame today Sir, that Muncipal Councillors and Mayor are being beaton up by the Police. Tomorrow they will beat up the Senators, then tomorrow beat up these Ministers in the days of this Chief Minister. And as far as this privilege motion Sir, is concerned, I think, this is a violation of the Constitution, violation of Article 63 Sub-article (1)(a) which says;

> "that no person who is a Member can continue as a Member if he is of unsound mind."

جناب چیئرمین : اگر پریولج موشن نہیں بنتی تو آپ یہ بتائیں کہ کن وجوہ کی بنا پر پریولج موشن نہیں بنتی۔

جناب حمزو خان پلیجو : جمہوریت ان کو راس ہی نہیں آتی ہے کیونکہ جب بیورو کریٹس کا ٹائم ہوتا ہے، حکومت ہوتی ہے، مارشل لاء کی حکومت ہوتی ہے تو اس وقت یہ زیادہ سے زیادہ فائدے اٹھاتے ہیں اور جمہوریت جو ہے یہ کبھی ان کو راس نہیں آتی۔ جب جمہوریت ہوتی ہے تو یہ ہر وقت ٹانگ اڑاتے رہتے ہیں۔ شکریہ!

جناب چیئرمین : جناب احمد میاں سومرو صاحب۔

Mr. Ahmed Mian Soomro: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم Thank you Sir. I am sure, the Government would realize the volatile situation in Karachi. I have just arrived from Karachi and driven here directly from the Airport and I think I would certainly avail of your kindness to say as to what is the situation there to justify this motion being discussed. In fact I would expect the Government to be prepared to discuss this motion. The situation in Karachi is Sir, as bad as one could possibly imagine. We have, on the last occasion, while the MPAs were arrested, held a discussion to a small extent on that. This is followed by now the arrest of the elected Councillors of Karachi including the first citizen of Karachi, that is the Mayor of Karachi, I am not wanting Sir, at this stage to justify the resolution or otherwise passed by the KMC Sir, but they were going in a peaceful procession, not violating the law then not only to be stopped a few paces from the Sind Assembly where they were going to place their demands. But they had been beaten up by Police. How shameful it is! We should all hang our heads down in shame today Sir, that Muncipal Councillors and Mayor are being beaton up by the Police. Tomorrow they will beat up the Senators, then tomorrow beat up these Ministers in the days of this Chief Minister. And as far as this privilege motion Sir, is concerned, I think, this is a violation of the Constitution, violation of Article 63 Sub-article (1)(a) which says;

> "that no person who is a Member can continue as a Member if he is of unsound mind."

[Mr. Ahmed Mian Soomro]

What further proof do we require that the Chief Minister of Sind is of unsound mind to arrest MPAs in the Assembly, to arrest a Mayor, the first citizen of Karachi and all the Councillors with him, to beat them up. Sir, I think this is obsolutely a *prima facie* case of being of unsound mind and therefore, disqualification under Article 63(1) (a) Sir, and he cannot be a Member and consequently cannot hold the responsibility of the Chief Ministership of such an important province wherein is included the largest city of this country.

Mr. Chairman: Excuse me my interruption but if you would kindly read out the entire Article or at least the first portion and not stop at لاتقربوا الصلوٰة then I think the position would be clear;

> "A person shall be disqualified from being elected or chosen as, and from being a Member of the Majlis-e-Shoora."

If the Chief Minister of Sind is a Member of this Majlis-e-Shoora then Article 63(1) would certainly be applicable.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Certainly it also applies to Sind Assembly Members.

Mr. Chairman: Well, that is for the Sind Assembly.

Mr. Ahmed Mian Soomro: I have pointed out the relevant position to you Sir. Also if a person is of an unsound mind.....

(Interruption)

Mr. Chairman: But please also then indicate that this is for this House to determine that a person in a provincial Assembly can be disqualified by this House referring to a particular......

(Interruption)

Mr. Ahmed Mian Soomor: So, let him be referred to a Board of psychiatrists. They must be having specialists there.

Mr. Chairman: Under what law?

Mr. Ahmed Mian Soomro: I am appealing to you Sir...........

(Interruption)

Mr. Hasan A. Shaikh: Why not you?

(Interruption)

Mr. Ahmed Mian Soomro: Please ask him to withdraw his remarks. He cannot pass personal remarks against a Member of this House.

(Interruption)

Mr. Chairman: Please go ahead.

Mr. Ahmed Mian Soomro: He must withdraw his remarks. He cannot pass personal remarks against me.

Mr. Chairman: What did he say? I have not heard him actually. Please go ahead.

Mr. Ahmed Mian Soomro: No, Sir, these must be expunged.

Mr. Chairman: What did he say I have not heard it?

Mr. Ahmed Mian Soomro: He said, I am of unsound mind.

Mr. Hasan A Shaikh: I did not say that. I did not say this.

Mr. Ahmed Mian Soomro: What did you say?,Repeat.

Mr. Chairman: If somebody does say that he is of unsound mind, is it unparliamentary?

Mr. Ahmed Mian Soomro: To a Member of the House Sir?

Mr. Chairman: Even to a Member of the House.......

Mr. Ahmed Mian Soomro: Right Sir, if today you hold that it is not unparliamentary then.......

(Interruption)

Mr. Chairman: I have not come across any expression of this type which has been held by any Parliament to be unparliamentary.

جناب احمد میاں سومرو: جناب یہ گورنمنٹ کی اتنی چمچہ گیری کریں جتنی ان کے لائق ہو۔

جناب حسن اے شیخ: چمچہ گیری تو ہم جانتے ہیں کہ کون کرتا ہے۔

Mr. Chairman: No cross talk please, finish your argument.

سردار خضر حیات: آپ ان سے کہئے کہ یہ دونوں حضرات ہاؤس کا وقت ضائع نہ کریں۔

جناب چیئرمین: یہ میرا کام ہے کہ میں ہاؤس کو کس طریقے سے چلاتا ہوں۔

Mr. Ahmed Mian Soomor: So, I think Sir, if he is of unsound mind, should be referred, and if it is so shown he is not fit to be there. Sir, Karachi is burning. People are being shot like dogs by the Police and we are here today, tomorrow our honourable Ministers would go there. They might get arrested. At least let them look to what is happening in Karachi. If tomorrow Karachi separates where is the rest of Pakistan. Therefore, Sir, I would request you and request the Government that they should allow this motion to be discussed so that this fire which is burning in Karachi, not to be as yesterday but since four or five months and day by day things are happening which are worse than the previous one. Therefore, Sir, on technical grounds I will request you not to reject this motion. As a Representative of Sind in which Karachi is included we have very heavy responsibilities and I am glad that my learned brother Professor Khurshid Ahmed also, who represents that province has come forward and I would request that

this Senate takes cognizance of the seriousness of the situation in Karachi and we just do not on technical grounds, close our eyes to that Sir.

Mr. Chairman: Thank you. Mr. Hasan A. Shaikh.

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, the privilege motion which has been moved in the Senate could only relate to the breach of privileges of the Senate or its Members. There is nothing in this privilege motion to show, that this motion relates to the privileges of the Senate or the privileges of the Members of the Senate. Certain facts were stated by my friend Professor Khurshid Ahmed. I think, those facts are not correct. I belong to Karachi, True, I did not go to Karachi today but I had a talk this morning with somebody in Karachi and I have some idea of what is happening in Karachi. The *Jammat-e-Islami* had announced that there will be *Hertal* today. No, *Hertal* took place. Only a few shops were closed and *Jammat-e-Islami* having felt.........

Qazi Hussain Ahmad: Point of explanation Sir.

Mr. Chairman: I think if we......

قاضی حسین احمد : ایک نکتہ وضاحت ہے۔

جناب چیئرمین : جی فرمایئے۔

قاضی حسین احمد : جماعت اسلامی نے ہڑتال کیلئے کوئی کال نہیں دی' یہ ایک ایکشن کمیٹی نے کال دی ہے جس کو جے۔ یو۔ پی' مولانا شاہ احمد نورانی اور جتوئی صاحب کی پارٹی نے بھی سپورٹ کیا ہے اس کے علاوہ تمام سیاسی پارٹیوں نے بھی سپورٹ کیا ہے جس میں جماعت اسلامی بھی شامل ہے۔ یہ کال' ایک ایکشن کمیٹی نے دی ہے جو کہ کراچی میٹروپولٹن کارپوریشن سے تعلق رکھتی ہے۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔

Mr. Hasan A. Shaikh, if we avoid bringing political parties into the debate it would be more conducive to arriving at some reasonable decision.

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, I would certainly like to avoid the mention of a political party but if a political party comes before you

[Mr. Hasan A. Shaikh]

Sir, and want to carry a day just because their party has lost a position in Karachi then I think at least you should allow me to make a distant reference to that.

Mr. Chairman: Right.

Mr. Hasan A. Shaikh: That is all. I don't want to say anything more. Then the facts stated by the Professor Khurshid Ahmed are not correct. I dispute those facts.

Secondly, he quoted Mr. A.K. Brohi's Book, Fundamental Laws of Pakistan. He quoted some other books on Parliamentary Affairs. So far as England is concerned, there are two Houses. There are, House of Commons and House of Lords and there is no provincial Government in Great Britain. There is only unitary form of Government in Great Britain and there is no provincial Government and the question of the counting as such is never discussed in the Parliament. It is outside the ambit of the Parliament. Then, I would say with great respect that these matters are only taking time of the Senate. Although Senate is not concerned even remotely with what is happening in Karachi either with the KMC or with the Members of KMC.

جناب انور عزیز چوہدری : جناب والا ! جب کبھی یہاں پر کوئی اس قسم کی تحریک استحقاق آپ کے سامنے پیش ہوتی ہے تو جناب چیئرمین ! آپ کے یہ بات بار بار کہنے کے باوجود کہ ایڈمسبلٹی پر بحث کریں ' نہ کہتے ہوئے بھی ' بہت سے دوست بہت سی باتیں کہہ جاتے ہیں ' اسلئے میں آپ کے سامنے حاضر ہوں کہ اس تحریک کی مخالفت کروں ' مجھے دو قسم کے جواب دینے ہیں ' ایک تو مجھے آپ کے پاس technical reasons پیش کرنی ہیں کہ کیوں یہ admit نہ کی جائے اور کچھ میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ نہایت مختصراً عرض کروں کہ کس طرح گورنمنٹ کے case کو یہاں misrepresent کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین ! میں فاضل ممبران سے پوچھتا ہوں جنہوں نے یہ موشن دی ہے کہ کیا ہم کو کراچی کی بلدیہ کو ہٹا کر خوشی ہوئی ہے ' کیا ہم نے ان دو سالوں میں ان کے میئر کو جو کہ گورنمنٹ کے مخالف تھے support نہیں کیا ' کیا ہم نے ان کو مراعات نہیں دیں ' کیا ہم ان کے ساتھ درست طور پر چلے نہیں ' اب کیا ہو گیا ہے کہ ہم مجبور ہو گئے ہیں کہ ہم ان کو کہتے

کہ جناب والا! آپ نے اس ادارے کو اب اپنی ذاتی سیاسی منفعت کیلئے استعمال کرنا شروع کر دیا ہے یہ خوب صورت ادارہ اب ایک agitation کی جگہ بن گیا ہے۔

Mr. Chairman: Just a minute.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Point of order, Sir.

Mr. Chairman: Yes.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Sir, does the Minister undertake the responsibility of the action of the Sind Government?

Mr. Chairman: I think, the question of responsibility and somebody's undertaking it does not arise. Let the Minister finish his statement, please.

Mr. Anwar Aziz Choudhary: I cannot take this responsibility for the simple reason that this is not the subject of this House.

جناب چیئرمین : چوہدری صاحب' آپ اپنے بیان کو جاری رکھیں۔

جناب انور عزیز چوہدری : جناب میں عرض کر رہا تھا کہ دو سال تک ہم ان کے ساتھ بڑا ٹھیک ٹھاک چلے ہیں' انہوں نے جو بہانہ اب سڑکوں کے ٹیکس کا بنایا ہے' یہ خود افغانی صاحب کے علم میں ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ بھی کہہ رہی ہے اور صوبائی گورنمنٹ بھی اس کے اوپر کام کر رہی ہے کہ ہم واقعی اس وہیکلز ٹیکس کا ایک وافر حصہ اب نہ صرف کارپوریشنوں کو دیں بلکہ ٹاؤن کمیٹیوں کو بھی دیں کیوں کہ ان کو اپنی چھوٹی چھوٹی سڑکیں بنانے کیلئے جو وہاں پر سے گزرتی ہیں پیسوں کی ضرورت ہے' اس کے لئے 1983 میں ایک کمیشن بیٹھا تھا انہوں نے یہ سفارش کی تھی اور ہم اس کو تقریباً نو مہینے سے "فالو" کر رہے ہیں اور اس بجٹ میں ہمارا خیال ہے کہ صوبائی حکومتیں یہ قانون پاس کریں گی اور ان کو پیسے بھی دے دیں گے لیکن ہوا کیا ہے؟ اب جب کہ چھ مہینے الیکشن میں رہتے ہیں' ہم کو کیا فائدہ ہے ان کو ہٹانے کا' الیکشن تو ویسے ہی ہونے والے ہیں' انہوں نے جان بوجھ کر اس ادارے کو اس طرح استعمال کیا ہے۔

[Mr. Anwar Aziz Chaudhary]

جناب والا! ان کے پاس ہم گئے ہم نے کہا کہ ہم آپ سے بات کرنے کو تیار ہیں' لاء منسٹر صاحب ان کے پاس گئے' لوکل گورنمنٹ کے وزیر ان کے پاس گئے' ہم نے کہا کہ اگر وہیکلر ٹیکس کے متعلق آپ کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو ہم ابھی بات کرنے کو تیار ہیں لیکن انہوں نے انکار کر دیا' اس کے بعد انہوں نے جلوس نکالا' ہم نے جا کر ان کو کہا کہ حضور آپ یہ جلوس نہ نکالیں' آپ دفعہ 144 کی خلاف ورزی کر رہے ہیں اور آپ چلئے اور چل کر چیف منسٹر سے بات کیجئے اور یہ معاملات ہم وہاں طے کرتے ہیں' انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ چلتے ہیں' ہم نے کہا کہ یہ جلوس آپ کے ساتھ ہے اس کو یہیں رہنے دیجئے اور آپ چلئے' تھوڑی دور آگے گئے تو دھرنا مار کر بیٹھ گئے وہاں پر' کہنے لگے ہم بات بھی نہیں کرنا چاہتے چیف منسٹر سے' اس کے بعد جو کچھ ہوا' وہ تمام دنیا کو پتہ ہے۔ اب یہاں پر یہ خطرہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ حکومت سندھ جمہوریت کی قاتل بن رہی ہے' جمہوریت کے اصلی قاتل جو ہیں' ان کی بھی نشاندہی ہونی چاہیئے۔

جناب والا! اس ہاؤس کے فلور پر جان بوجھ کر یہ بات بنائی گئی ہے کہ کسی طرح کراچی میں امن اور چین نہ ہو جائے اور بطور ایک ادارے کے' بطور ایک مقامی حکومت کے ادارے کے ریزولیوشن پاس کرتے رہے ہیں کہ صوبائی حکومت کو تبدیل کر دیا جائے کیا یہ مقامی ادارے اس لئے ہوتے ہیں کہ یہ حکومتیں تبدیل کرواتے پھریں یا اس لئے ہوتے ہیں کہ اپنے علاقے کے کام کریں' یہ ہے اصل بیک گراؤنڈ اور گورنمنٹ آف سندھ نے پوری کوشش کی کہ کسی طرح کوئی طریقہ نکل آئے کہ ان کے ساتھ کوئی سیٹلمنٹ ہو جائے لیکن اپنی سیاسی دکانداری چمکانے کیلئے انہوں نے یہ بات کی اب جناب والا! جیسا کہ آپ جانتے ہیں لوکل گورنمنٹ کا سبجیکٹ تو concurrent بھی نہیں ہے' یہ totally, absolutely provincial subject ہے نمبر دو' جناب والا! قانون کے مطابق ان کو نکالا گیا ہے' یہ آپ دیکھیئے میں آپ کے سامنے سندھ کا لوکل گورنمنٹ کا ایکٹ پیش کرتا ہوں' اس میں آرٹیکل 51 کی ذیلی دفعہ (12) ہے' جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ

"A council which passes a resolution or acts in contravention of the provisions of sub-section 10, may forthwith be superseded for a period not exceeding six months and on such supersession, the provisions of sub-section (2) and sub-section (3) of section 5, shall apply."

جناب والا! اب ان کو اگر اس سلسلے میں کوئی تکلیف ہے تو عدالتوں کے دروازے کھلے ہیں یہاں پر کوئی ایمر جنسی نہیں لگی ہوئی' وہاں پر جا کر اپنا redress کرلیں اور اگر صحیح ڈیبیٹ کرنے کیلئے کوئی جگہ ہے تو وہ تو سندھ اسمبلی ہے' یہ جگہ تو proper forum نہیں ہے وہاں پر بات کرلیں' مجھے ترس آرہا تھا فاضل ممبران پر جب یہ فرمارہے تھے کہ آپ یہ ٹیکنیکل بات نہ کریں' آپ ذرا دل کو وسعت دیں' آپ ذرا قانون کو بھی وسعت دے لیں یہ جو haziness ہے اس کا فائدہ اٹھائیں اور کسی طرح یہ پریولج موشن لے آئیں جناب والا! ہر چیز کا کوئی نہ کوئی تو قانون ہوتا ہے' اس کی کوئی نہ کوئی انٹر پر یٹیشن تو آپ کو کرنی پڑے گی اگر یہ تحریک استحقاق ایڈمٹ ہو گئی تو پھر تو ہر چیز جو ہے وہ ان کے استحقاق میں آجائے گی' میں جناب سے درخواست کروں گا کہ چوں کہ سندھ اسمبلی کا ایک فورم موجود ہے' عدالتوں کا فورم موجود ہے' قانون کے مطابق یہ وہاں گئے بھی ہیں اور یہ سب جیکٹ بالکل ہی قومی پارلیمنٹ کا نہیں ہے' اس لئے میں گزارش کروں گا کہ اس کو آؤٹ آف آرڈر قرار دیا جائے' آپ کا شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین : قاضی حسین احمد۔

قاضی حسین احمد : سب سے پہلے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ جناب انور عزیز صاحب جو بلدیاتی اداروں کے متعلقہ منسٹر ہیں' ان کی باتوں سے یہ بات تو ثابت ہو گئی ہے کہ فیڈرل حکومت کی مرضی اور منشاء کے مطابق یہ کام ہوا ہے' انہوں نے خود اس کو ایڈمٹ کر لیا ہے کہ ہمیں اس سے خوشی نہیں ہوئی' ہم نے ان کو مہلت دی ہے ان کو کام کرنے کا موقع دیا ہے' یہ تمام چیزیں اس بات کا ایڈمیشن ہے' اعتراف ہے اس بات کا کہ فیڈرل حکومت نے اس کی ذمہ داری قبول کی ہے اور یہ کام انہوں نے کیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو جناب انور عزیز صاحب نے یہ بتایا ہے کہ یہ بہانہ تھا روڈ ٹیکس کا' یہ وہیکلز ٹیکس کا بہانہ تھا' میں کہتا ہوں کہ 25 کروڑ روپے سالانہ خرچہ ہے ان کا سڑکوں پر' مرمت وہ کرتے ہیں' اور 8 سال سے مسلسل وہ یہ مطالبہ کر رہے ہیں یہ وہیکلز ٹیکس ان کو دیا جائے جو کہ تقریباً 21 کروڑ بنتا ہے اس کو بہانہ کیسے قرار دیا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین : قاضی صاحب وہ اس ایوان کا استحقاق کیسے بنتا ہے ' ایڈمیسیبلیٹی پربات کریں۔ آپ نے اپنا مفصل بیان دے دیا تھااور جوارشادات ہیں وہ ہم سب نے سن لئے ہیں۔

قاضی حسین احمد : یہ کہتے ہیں جی کہ وافر حصہ ہم دینے کیلئے تیار ہیں ' دو سال سے کمیشن بیٹھا ہے ' 9 مہینے سے یہ ہورہا ہے ' اتنے اہم معاملے میں سالہاسال کیسے لگتے ہیں اگر ان کا کرنے کا کوئی ارادہ ہوتااور یہ کہتے ہیں ہمیں کوئی خوشی نہیں ہوئی اور یہ سیاسی دکان چمکانے کیلئے انہوں نے کیا ہے ' جناب چیئرمین! سیاسی دکان اگر ان کی چمکی ہے تو یہ حکومت کی اس کارکردگی کے نتیجے میں جوان کو وہاں پر پیٹا گیا ہے ان کو مارا گیا ہے ان کو گاڑیوں کے اندر بٹھا کر کھینچا گیا ہے اور یہ پروفیسر خورشید نے جس کا ذکر کیا کمشنر چمٹا ہوا تھا اس لاری کے ساتھ ------ (مداخلت)

میر حسین بخش بنگلزئی : پوائنٹ آف آرڈر جناب اس موشن کی ایڈمسبلٹی سے کیا اس بحث اور تقریر کا کوئی تعلق ہے۔ آپ فیصلہ فرمائیں۔

جناب چیئرمین : اس کا بھی فیصلہ کیا جائے گا۔ آپ میرے خیال میں مختصر کریں یہ باتیں آپ پھر دوہرارہے ہیں۔

قاضی حسین احمد : جناب چیئرمین! یہ کہا گیا ہے کہ دفعہ 144 کو توڑا گیا ہے ہم نے بار بار کہا ہے کہ وہ دو دو کی قطار میں جارہے تھے۔ کسی نے دفعہ 144------ (مداخلت)

جناب چیئرمین : اس کا فیصلہ نہ انور عزیز صاحب کر سکتے ہیں نہ قاضی حسین احمد صاحب کر سکتے ہیں اگر دفعہ 144 کو توڑا گیا ہے تو وہ کیس عدالت کے پاس جائے گا اور عدالت فیصلہ کر سکتی ہے کہ توڑا گیا ہے یا نہیں توڑا گیا ہے۔

میر حسین بخش بنگلزئی : میں اس ہاؤس کی بات کر رہا ہوں کہ ہاؤس کے وقت کا خیال رکھا جائے۔

جناب چیئرمین : صحیح ہے۔

قاضی حسین احمد : جناب چیئرمین! اگر یہ ڈیڑھ سو آدمی اسمبلی کے اس premises تک پہنچ جاتے تو کیا قیامت ٹوٹ پڑتی۔ کونسی تبدیلی آجاتی کس طرح سے وہ

اسمبلی کے کام میں disruption ڈال سکتے تھے کتنے وقت کے لئے کر سکتے تھے یہ تمام حکومت نے بہانہ بنایا ہے اور دو سال سے وہ اس کوشش میں تھے کہ ان کو ہٹا دیں اور آج سے 15 دن پہلے وہاں کے وزیر اعلیٰ نے کہا تھا کہ ایک صوبے میں دو حکومتیں نہیں چلیں گی اور ہم دوسرے گروہ کی حیثیت کو قبول نہیں کریں گے۔ برداشت نہیں کریں گے۔

جناب چیئرمین : شکریہ! میرے خیال میں کافی ہو گیا ہے آپ تشریف رکھیں۔ مجھے کچھ کہنے دیں تو یہ معاملہ سلجھ جائے گا۔

جناب حمزو خان پلیجو : جناب میر افغانی صاحب نے وہاں اپنی جاگیر بنا کر رکھی تھی وہ جماعت اسلامی۔۔۔۔۔۔۔۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین : میرے خیال میں یہاں افغانی صاحب کا کوئی دخل نہیں ہے۔

جناب حمزو خان پلیجو : سر! اس کے خلاف جو آج اخبار میں آیا ہے وہ میں آپ کو پڑھ کر سناؤں۔ وہاں ان کے اعمال کیا تھے۔

جناب چیئرمین : افغانی صاحب کو آپ معاف رکھیں استحقاق سے ہم یہاں ڈیل کر رہے ہیں۔ افغانی صاحب سے ڈیل نہیں کر رہے۔

جناب حمزو خان پلیجو : قاضی صاحب بلاوجہ۔۔۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین : آپ میرے خیال میں اگر تشریف رکھیں۔ تو ایوان کی کارروائی آگے چل سکے گی۔ پروفیسر خورشید صاحب نے کافی وقت لیا ہے کہ پریولج موشن کیا ہوتی ہے میں بھی اگر ابتدا اسی سے کروں تو شاید بہتر ہو اسی اجلاس میں rather دو یا تین اور مواقع پر بھی more or less related issues involve تھے جس میں question of privilege اٹھایا گیا تھا۔ ان پر میں نے out of the way جا کر بہت ہی مفصل رولنگ دینے کی کوشش کی تھی۔ لیکن کچھ ایسے نظر آتا ہے۔

یارب وہ نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے میری بات
دے اور دل ان کو جو نہ دے مجھ کو زبان اور

اس کا کچھ خاص اثر نظر نہیں آتا۔ اب ایک دفعہ پھر شروع اسی سے کرتا ہوں میں ان سب رولنگز کو تو نہیں دہراؤں گا لیکن ان سے چند اقتباسات آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں کہ میری نظر میں پریولجز کیا چیز ہوتی ہے اور کیسے ان کا breach ہوتا ہے اور کیسے ان کی vindication ہوتی ہے اس میں میں نے کہا تھا کہ

I would once again bring to the attention of the House what in parliamentary tradition the term 'privilege' means. Parliamentary privilege has been defined as the sum of the particular rights, mind the words 'particular rights'. Which mean that—

یہ جنرل استحقاق جنرل حقوق نہیں ہیں جو کہ Constitution کے تحت fundamental rights کے ضمن میں آتے ہیں۔

It is a particular right enjoyed by each House of Parliament collectively and by Members of each House Individually without which, it is thought, it would not be possible for either House to maintain its freedom and independence of action or the authority and dignity of its position or for Members to effectively discharge the function entrusted to them.

سوال ان سب میں یہی پیدا ہوتا ہے کہ آیا جو اقدام لیا گیا ہے اس سے اس ہاؤس کا جو پرٹیکولر پریولج ہے جو اس ہاؤس کا مخصوص right ہے وہ affect ہوتا ہے یا نہیں اس سے اس ہاؤس کی contempt ہوتی ہے یا اس کا وقار مجروح ہوتا ہے یا اس کی dignity میں فرق آتا ہے یا نہیں اگر ایسی کوئی چیز نہیں تو وہ پریولج بن ہی نہیں سکتا۔ اس لئے میں نے یہ بھی کہا تھا کہ

It is for these considerations that I had also said in that Ruling that neither the Constitution nor the Rules of Procedure and Conduct of Business framed thereunder treat parliamentary privileges 'generically'. I don't know how we translate 'generically' but I saw it in the Press later that it had been inter-preted as 'generally'. There is a difference between generic and general. What I wanted to convey was that parliamentary privileges which we Claim as the Senate or as Parliament have never been defined generically and in that sense we cannot pick up just any issue and say that since this has happened at so and so place, in such and such circumstances to a democratically elected institution, it automatically applies to the Senate also because the Senate is also an elected institution and also a democratic institution. And it was in conclusion that I had said that it is fallacious to argue-since some of the old agruments have been repeated on this occasion also probably it would bear a repitition if I were to quote that in full-it is fallacious to argue that either by virtue of the fact that we are according to the movers, the supreme legislative body of the Federation, (this again was one of the argument which has been advanced

today also) or for the reasons of so-called special relationship that we have with Provincial Assemblies as our electoral college, we have the right to interfere in this matter.

Now, the later argument, on which a great deal of emphasis was laid during the debate (this was on the previous motion) would be valid only, if the Rules of Procedure and Conduct of Business in legislatures of this country were to treat infringement of the rights of the hundred and thousands of voters in a general constituency as the infringement of the privilege of the Member himself which again is not the position." And finally I had said that please bear in mind the structure of the Constitution of the country. It is a Federal Constitution we have a federal structure, there is a Federal Government and there are the constituent units with their own Governments. There is a degree of autonomy entrusted to the Provincial Governments for right or for wrong, for good reason or for bad reason, I am not going into that—but I am stating a fact that the Constitution does give autonomy in a large number of matters to the Provincial Governments. Apart from the Concurrent and the Federal Legislative Lists all other matters, including what was known in prepartition India as "residuary powers", the Constitution now entrusts to the provinces. In this situation I don't think we can claim or arrogate to ourselves the right that we should take the infringement of any right or any alleged breach of privilege which may have occurred any where in any province as a breach of privilege of this House.

Now, coming to the specific motions, there are a number of interesting facts to which attention must be drawn. In his first motion Senator Qazi Hussain Ahmad refers to the arrest of Mr. Afghani, the Mayor of Karachi Metropolitan Corporation together with 99 Councillors, to the repeated *lathi charge* and gas shelling by the provincial Police of the so-called peaceful procession led by Mr. Afghani and to the injuries caused as a result to Mr. Afghani and a number of other Councillors, and he considers that all this was done with a view to denying-and this is the gravamen of the motion-the elected representatives of the people, their right to freedom of speech and expression, which under the Constitution-is the fundamental right of every citizen of Pakistan. This is the basis, on

[Mr. Chairman]

which the first motion is based. Significantly in that motion the mover does not claim any breach of his own privilege as a Member of this House, nor of the privilege of this House as such. The breach of privilege of the House can, in certain circumstances, Professor Khurshid was quite right in saying, 'become contempt of the House'– and that is what in fact is meant by breach of the privilege of the House but in the first motion there is no mention whatsoever, either of the breach of privilege of any (individual) Member or of the House collectively. Now, it is true that the Constitution does guarantee by its Article 19, the right of freedom of speech and expression but that right, as I have said on previous occasions, also is not absolute and unqualified. It is subject to reasonable restrictions imposed by law in the interest of the glory of Islam, or the integrity, security or defence of Pakistan or any part thereof friendly relations with foreign States, public order, decency or morality or in relation to contempt of court, commission of or incitement to an offence. Now, in the case of the members of the local bodies this right of freedom of speech has been further circumscribed and I would like to refer to the provision of the relevant law in this connection. Under the Local Bodies Ordinance section 51 sub-section (10) says:

> "No member shall be liable to any proceeding in any court in respect of anything said or any vote given by him in the meeting of the council or committee thereof so long as such action does not..."

(and this is important)

> (a) undermine the ideology, security, integrity and solidarity of Pakistan;
>
> (b) seek to create or incite feelings of enmity, illwill or hatred between different communities, sects, classes or sections of the citizens;
>
> (c) contains any indecent, obscene, scurrilous or ironical expression or defamatory remarks against or seeks to defame any person, and relate to any matter basically not relevant to or beyond the scope of the Ordinance;

(d) tends directly or indirectly to bring into hatred—

(Now, this is again important)—

> "–tends directly or indirectly to bring into hatred or contempt the Government established by law and amounts to propagation of any political opinion or indulges in any political activity."

Now, these are the conditions by which in any local body, in Sind to which the Sind Local Bodies Ordinance (from which I was quoting) applies the right of freedom of expression and freedom of speech is circumscribed. Apart from these conditions that I have read out, the law further provides that:

> "–a member who acts in contravention of sub-section 10 shall without prejudice to any other action against him be disqualified and removed from membership forthwith..."

And finally, what I think the Minister for local bodies Mr. Anwar Aziz was quoting:—

> "A Council which passes a resolution or acts in contravention of the provisions of sub-section (10) or propagates any political opinions or indulges in any other political activity shall forthwith be suspended."

This I note, has been amended and instead of shall, the word used is now and the clause reads "may forthwith be suspended for a period not exceeding six months, and on such supersession the provisions of clause (ii) of sub-section (3) of section 58 shall apply."

Now, it was in these circumstances, according to the Press Note (which appeared in the news papers) that the Sind Government acted. The Press Note specifically says that:

> "Whereas the above action and resolution of Karachi Metropolitan Corporation are clearly beyond the scope of Sind Local Government Ordinance 1979 and tend to bring into hatred and contempt the Government

[Mr. Chairman]

of Sind in flagrant violation of clauses (d) and (e) of sub-section 10 of section 51 of the Sind Local Government Ordinance 1979, now, therefore, the Government of Sind in exercise of its powers under sub-section (12) of section 51 hereby, orders the supersession of Karachi Metropolitan Corporation with immediate effect..." etc.,

The Ordinance, it may be noted, also provides for a right of appeal. I think that is given in section 108 where it says that the Member disqualified may with in sixty days of the notification make a representation to the Government for review of the order of his disqualification and the Government may after giving him an opportunity of being heard make such order as it deems fit."

Now, this is what the first motion relates to. With regard to the second motion, it is still more interesting than the first one. It says:

"کراچی میونسپل کارپوریشن کے جمہوری اداروں کو معطل کرنے سے ملک میں تمام جمہوری اداروں کا مستقبل مخدوش ہو گیا ہے۔

These are very significant and important words.

ایک ادارے کو معطل کرنے سے تمام جمہوری اداروں کا مستقبل مخدوش ہو گیا ہے اور یہ خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ ہمارے ملک میں منتخب جمہوری اداروں کو جسکی لاٹھی اسکی بھینس کے اندھے قوانین کی مدد سے کسی بھی وقت ختم کیا جا سکتا ہے۔ اس اقدام سے سینیٹ کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

And in support of this, a number of Articles were quoted pertaining, for example, to freedom of expression, (Article 19), promotion of Local Government institution, Article 32 and even Article 63(1) by Ahmed Mian Soomro pertaining to disqualifications for membership, which I have to hold was not particularly relevant. Now, the question is, is the action of the Sind Government indeed جسکی لاٹھی اسکی بھینس کے مترادف ہے

According to the Press Note and what I have been able to judge from the reports and accounts that have appeared in the press so far is that some individuals wanted to take the law into their own hand and the

authorities, as a reaction to that tried to prevent them from doing so. Now, you can judge for yourself to which side the charge of بھینس and لاٹھی applies. I have no hesitation in holding the view that if action is taken under law against those who have taken or who attempt to take the law into their own hands, it not only, does not amount to : جسکی لاٹھی اسکی بھینس but quite the reverse of it, it amounts to establishing the rule of law and to demonstrating that no matter how powerful or whatever the status of an individual is, he is not above law.

Here in this House we are supposed to be the "Paragon of rectitude", "the custodians of democratic principles". Is it not then for this House to establish the principle that whoever breaks the law-it is a different mater that the law may be a bad law, it may be a tyrannical law but as long as it is there and we let it stay on the statute book we must follow it and whoever breaks it must be taken to task for it. The oath that we have taken to which Prof. Khurshid referred that we will defend the Constitution – defending the Constitution also means defending the laws framed under the Constitution. It is in fact by defending those laws that you can defend the Constitution. But if we ourselves violate those laws on the pretext that no matter if some thing is being done for "a good cause", of our own perception-law or no law and we should endorse it, then I think this would be the end of democracy, of democratic principles and democratic institutions in this country.

In the second privilege motion which is jointly moved by Prof. Khurshid Ahmed and Qazi Hussain Ahmed, it is also said:

کہ کراچی کے ایک ادارے کو معطل کرنے سے تمام جمہوری اداروں کا مستقبل مخدوش ہو گیا ہے

This is a mere inference, a simple conjecture and pure speculation and no matter how skilfully and artfully drawn or conceived it cannot provide a legitimate basis for a privilege motion. If the rights truly and legitimately vesting in this House are ever in danger, I have no doubt that this House is competent to assert and vindicate those rights in modes and manners known to law.

Finally, the essential points are:

[Mr. Chairman]

That there was section 144 in force in Karachi and some people *prima-facie* (I am not saying whether they actually did or did not) tried to act in violation of that law and action was taken against them. Now, from that point onwards it becomes a subjudice affair. It becomes a matter then for the courts to decide whether section 144 was indeed violated; in which case if the courts come to that judgement, the violation would be punishable under section 188 of the Pakistan Penal Code.

The other point is with regard to the dissolution of the Corporation and the disqualification of the Members thereof. If the Mayor and the Councillors concerned feel that the action of the Government in arresting them or in unseating them from membership was illegal or not warranted in law or that their fundamental right of speech and expression, guaranteed by Arcticle 19 of the Constitution has been infringed in any way, they have every right to question the same under the writ jurisdiction of the High Court under Article 199 of the Constitution to which Ch. Anwar Aziz had also made a reference– that the courts were open and the aggrieved persons could (if they so wished) take this issue to a court.

Another point on which I have expressed my views on a number of previous occasions, also but which I think will bear repetition, is that the constitutionality and legality of a government action taken ostensibly under a valid law (good, bad or indifferent) cannot be questioned, agitated, construed or determined in the forum of the Senate because this the determination of such a question constitutes the prerogative of the judiciary under the Constitution and as a legislative body we cannot interfere with their jurisdiction as they have no right to interfere with ours as far as matters which arise within the House are concerned.

So, for these reasons, I am sorry, I have to rule out the motion.

Next No. 36 Maulana Kausar Niazi Sahib.

(II) *RE:* FAILURE OF THE FOREIGN AFFAIRS STATE MINISTER TO MAKE AN EXPLANATORY STATEMENT IN THE HOUSE REGARDING TERMS AND CONDITIONS OF A BILATERAL AGREEMENT BETWEEN INDIA AND PAKISTAN

مولانا کوثر نیازی : جناب والا! میری تحریک استحقاق یہ ہے۔ پچھلے دنوں پاک بھارت سرحدات پر کشیدگی کی جو فضا پیدا ہوئی تھی اس پر پارلیمنٹ کو اعتماد میں لینے کی غرض سے وزیر اعظم نے دونوں ایوانوں کا ایک مشترکہ اجلاس طلب کیا اور اس میں صورت حال کی بھرپور وضاحت کی۔ بعد ازاں پاکستانی وزارت خارجہ کے لائق سیکرٹری جناب عبدالستار ایک وفد لے کر بھارت گئے اور ان کی بات چیت کے نتیجے میں دونوں ملکوں کے درمیان ایک معاہدہ طے پا گیا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ وفد کی واپسی پر اس معاہدے کی تفصیلات دوبارہ پارلیمنٹ کا اجلاس بلا کر اس میں پیش کی جاتیں مگر حکومت نے اس سلسلے میں سینیٹ کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف قومی اسمبلی میں معاہدے کی توضیح کی۔ وزیر مملکت جناب زین نورانی نے اسمبلی میں ایک بیان دیا جو اگلے دن اخبارات کے ذریعے سے اس ایوان کے اراکین تک پہنچا۔ مگر سینیٹ میں انہوں نے معاہدے کی تشریح و توضیح کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کی۔ حکومت کے اس طرز عمل سے واضح طور پر اس ایوان کی بے حرمتی ہوئی ہے۔ لہٰذا میں تحریک کرتا ہوں کہ اس مسئلے پر ایوان میں غور کیا جائے۔

Mr. Chairman: Maulana Sahib I will invite your attention to Rule 57 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate:

> "A member may with the consent of the Chairman raise a question involving a breach of privilege, either of a member or of the Senate or of a Committee thereof."

I have carefully considered, although I saw it only a few minutes back, but I dont't think the question that you are raising would qualify to become a question of privilege which should be discussed and

[Mr. Chairman]

These allegations, neither the Constitution nor any law makes it obligatory for the Minister to necessarily make a statement on the floor of this House to explain the terms of bilateral agreements. This Senate had the privilege of being the first on whose Table this motion was laid. And if there was any question or anybody wanted further explanation or a debate to start on this a motion could have been moved at that stage but it was not done. Now, *post facto,* since the Government placed that particular agreement or particular minutes of that agreement on the Table of the House, a formal motion was moved to that effect and then there was no further follow up of that. I don't think, at this stage, we can raise a question of breach of privilege of the Senate. It depends on the Minister, we can not force him. He may have made a statement in the Assembly and if he does not make a statement in this House, I think it is his right, it is not our privilege.

مولانا کوثر نیازی : جناب چیئرمین! قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں کہا گیا ہے "مالک یوم الدین" کہ وہ روز جزا کا مالک ہے۔ وہ قانون کا پابند نہیں بلکہ قانون اس کا پابند ہے۔ آپ کا بڑا احترام ہے۔ لیکن آپ بھی مالک ایوان سینیٹ نہیں ہیں آپ بھی قانون کے پابند ہیں۔ اگر آپ نے پہلے ہی موشن کو خلاف قاعدہ قرار دینے کا فیصلہ ذہن میں کیا ہوا تھا تو آپ نے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ اس پر یہاں بحث کی اجازت کیوں دی۔

Mr. Chairman: I think that is questioning the right of the Chair to interpret a law in any........

مولانا کوثر نیازی : سوال یہ ہے اگر آپ اسے Chamber میں Kill کر دیتے تو مناسب تھا۔ یہاں یہ آتا ہی نہ۔ لیکن یہاں اگر میں نے اسے move کیا ہے تو آپ مجھے explain کرنے کی اجازت دیئے بغیر زبان بندی کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین : اس لئے میں نے اس رول کا حوالہ دیا اور میں یہ یاد دہانی بھی آپ کو کراؤں گا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ اگر اس طرح کی موشنز آتی ہیں جو کسی صورت میں بھی privilege نہیں ہوتیں تو ایوان کا وقت بچانے کیلئے میں ان کو چیمبر میں ہی kill کروں گا۔ چونکہ اس کو چیمبر میں دیکھنے کا وقت نہیں تھا اور بالکل آخری لمحوں میں بعض پریولج موشنز آجاتی ہیں تو میں نے کہا کہ آپ ضرور اس کو ایوان میں agitate کر لیں لیکن

You can do it only with the consent of the Chair.

اگر اس میں کوئی جان نظر آتی ہے even remotely لیکن کوئی ایسی چیز اس میں نہیں تھی کہ ایک جگہ بیان دیا گیا ہے دوسری جگہ نہیں دیا گیا اسلئے اس سے ہمارا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ جبکہ یہ ایوان پہلا ایوان تھا جس کے سامنے یہ معاہدہ رکھا گیا تھا۔

مولانا کوثر نیازی: سوال یہ نہیں ہے کہ ایگریمنٹ رکھا گیا تھا یا نہیں۔ سوال یہ ہے کہ ملک کی سلامتی کے مسئلہ پر ایک اجلاس بلایا گیا۔ اس کے بعد ایک معاہدہ ہوا۔ اگر معاہدے کی وضاحت ایک ایوان میں کی گئی تو دوسرے ایوان میں بھی ہوتی۔ یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ قومی مسئلہ ہے۔ لیکن چونکہ آپ کا ذہن پہلے سے فیصلہ کر چکا ہے اور آپ نے بجائے چیمبر میں kill کرنے کے ایوان میں اسے پیش بھی کرایا اور آپ نے مجھے وضاحت کی بھی اجازت نہیں دی۔

جناب چیئرمین: یہی خیال تھا۔ دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو ان کو چیمبر میں kill کیا جائے یا پھر ایسی موشنز کو ایوان میں وضاحت کرنے کی تکلیف نہ دی جائے۔

مولانا کوثر نیازی: اس میں بعض اہم باتیں آنی تھیں۔ آپ نے اس لئے اس کو preempt کرتے ہوئے kill کر دیا۔ بہرحال آپ سینیٹ کے ایوان کے مالک نہیں ہیں آپ قوانین کے پابند ہیں۔ میں صرف اتنی گزارش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: شکریہ! جناب پلیجو صاحب۔

(iii) *RE:* CLASH OF TWO GROUPS OF STUDENTS IN THE PREMISES OF Q.A. UNVIERSITY ISLAMABAD

Mr. Hamzo Khan Palijo: I beg to move the following privilege motion to discuss the matter of Public Importance which recently occurred and appeared on page '1' in Daily 'Jang' Rawalpindi of February 13, 1987. That on 12th February 1987, a few students of "Islami Jamiat" attacked students of PSF of Quaid-e-Azam University Islamabad with pistols and daggers resulting in serious injuries to four PSF students belonging to Sind Province. After the intervention of Police the University has been closed and hostels vacated. The PSF students have been forcibly sent back to Sind, to their homes.

جناب چیئرمین : پلیجو صاحب یہ موشن بھی اسی ٹائپ کی ہے جیسی مولانا کوثر نیازی صاحب کی تھی۔ کسی صورت میں بھی، دور سے بھی استحقاق کا اس سے واسطہ نہیں بنتا۔ ایک provincial stray incident ہے ایک province میں ہوا۔

جناب حمزو خان پلیجو : اس پریولیج موشن کی خوش قسمتی یہ ہے کہ کسی پراونس سے یہ تعلق نہیں رکھتی ہے اور یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے۔ پورے سندھ کے جتنے بھی تعلیمی ادارے ہیں سارے بند ہیں آٹھ نو سال سے۔ سندھ کے جو طلباء یہاں پڑھائی کر رہے ہیں ان پر بھی جمعیت نے جس طرح بزدلانہ قاتلانہ حملہ کیا ہے وہ نہیں چاہتے کہ سندھ کے لوگ یہاں پڑھیں۔ وہاں تو آٹھ نو سال سے سب تعلیمی ادارے بند ہیں ایک منظّم سازش کے تحت، سوچی سمجھی سازش کے تحت۔

جناب چیئرمین : اس پر اگر کوئی اور موشن آپ لانا چاہتے ہیں وہ ضرور لائیں۔ یہ پریولج موشن کسی صورت میں بھی نہیں بن سکتی۔

جناب حمزو خان پلیجو : میں نے کم سے کم پانچ چھ اڈجرنمنٹ موشنز دی ہیں۔ لیکن کوئی ایک بھی نہیں آ رہی۔

جناب چیئرمین : یہ پریولج موشن نہیں بنتی اور نہ اس کو لے سکتے ہیں اور نہ آپ کو اور وضاحت کی اجازت دے سکتا ہوں۔ انہیں وجوہات کی بنا پر جو میں نے ابھی مولانا کوثر نیازی صاحب کی خدمت میں عرض کی ہیں۔

جناب حمزو خان پیلجو : ایک ممبر صاحب کے پچاس لاکھ روپے کی صحیح معنوں میں انوسٹمنٹ ترقیاتی سکیموں پر نہیں ہوتی ہے تو اس کی تحریک استحقاق پر ایک ایک گھنٹہ بحث ہوتی ہے یہ تو بہت ہی اہم مسئلہ ہے جناب اس پر تو آپ کم سے کم ہمیں اجازت دیں۔

Mr. Chairman: Ruled out. Adjournment motions.

Mr. Hamzo Khan Palijo: I walk out Sir.

جناب چیئرمین : جناب پروفیسر خورشید احمد۔ یہ ہے نمبر 36۔

پروفیسر خورشید احمد : یعنی آپ صرف ایک اڈجرنمنٹ موشن allow کریں

Mr. Chairman: It is on the dislocation of 200 dwellers of Katchi Abadi near M.E.S. Offices.

اب تو اس پر اتنا وقت گزر چکا ہے میرے خیال میں اس کی اہمیت رہی نہیں ہے۔

پروفیسر خورشید احمد : جی ہاں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کے بجائے دوسری تحریک التوا لے لی جائے۔

جناب چیئرمین : تو آپ اس کو move نہیں کرتے؟

پروفیسر خورشید احمد : جی میں اسے move نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین : دوسری 39 اور 94 دو ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد : یہ زیادہ important اور related بھی ہیں ان کو ساتھ لے لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین : جی فرمائیے۔

ADJOURNMENT MOTION; *RE:* (1) INFLOW OF STEARINE-RICH COOKING OIL IN THE MARKETS

Prof. Khurshid Ahmed: I hereby move that the ordinary business of the Senate be suspended to discuss an urgent matter of extreme national importance arising out of the reports that there is a mounting inflow of stearine-rich cooking oil in the market. This is infected cooking oil which is serious health hazard and amounts to virtual slow-poisoning of the population, is being openly used by bakers, confectioners and sweet merchants alongwith other consumers. The consumers society has protested against this as reported in 'Dawn' on November 9, 1986. It is, therefore, submitted that the Senate should consider the grave situation created by this explosive health hazard.

اسی طرح دوسری تھی لیکن ذرا سی مختلف تھی کہ

I beg to move that the business of the House be suspended to consider a matter of urgent national importance arising out of Government's failure to respond in time, to the problem of pollution of palm oil, which was contaminated with gasoline in transportation from Singapore to Karachi. The Pakistan Cooking Oil Manufacturing association has alleged that over rupees hundred million of Private Sector is stagnating because of indecision of the Government and that

[Prof. Khurshid Ahmed]

certain parties are demanding commission of rupees seven million to solve the problem. This is a problem directly related to the Federal Government and it is proposed that the House be adjourned to discuss this situation.

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Ch. Shujat Hussain: Yes Sir.

پروفیسر خورشید احمد : جناب والا! میں ایوان کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ میں اس سلسلے میں صرف دو باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات یہ ہے کہ عوام کی صحت' اس کا تحفظ اور وہ چیزیں جو public hazards ہیں یہ حکومت کی ذمہ داری ہے' پراونشل بھی اور مرکزی بھی' میں نے خصوصیت سے جن دو مثالوں کی طرف آپ کو توجہ دلائی ہے' ان کا directly فیڈرل گورنمنٹ سے کنسرن ہے۔ یہ ایک ایسی چیز ہے کہ جس کا نوٹس لینا چاہئے۔ حقیقت یہ ہے کہ حکومت کو اس خبر کے چھپنے کے بعد اس کا نوٹس خود لے لینا چاہئے تھا۔ میرا مقصد بھی اس تحریک کو دینے کا یہی تھا کہ حکومت فوری طور پر اس پر اقدام کرے اور ایسا coocking oil جو لوگوں کیلئے slow poisoning کی حیثیت رکھتا ہے' اسے فوری طور پر چیک کیا جائے۔ ملک میں ایسے قوانین بھی موجود ہیں' ایسا نہیں ہے کہ ملک میں قوانین موجود نہیں ہیں لیکن ان قوانین کو نافذ کرنا اور effective انتظامی اقدام کرنا' بہت ضروری ہے لیکن میرے علم میں یہ نہیں ہے کہ ان دو اڑھائی مہینوں میں' یہ خبریں آئی تھیں' حکومت نے کیا اقدام کیا ہے۔ آیا کوئی ایکشن لیا گیا ہے یا نہیں لیا گیا ہے۔ کوئی ایسی کمیٹی بنائی گئی ہے یا نہیں جو کہ مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے نمائندوں پر مشتمل ہو اور جو عوام کی صحت کو محفوظ کر سکے' consumers society کرے۔ protect کو consumers اس بات پر احتجاج کر رہی ہے' اخبارات نے اس بات پر آواز اٹھائی ہے۔ میری اس تحریک کو پیش کرنے کا مقصد یہ تھا میں نے اس کا بر وقت آپ کو نوٹس پیش کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ جو قومی اہمیت کا حامل ہے اور یہ ایک specific event ہے اس بنا پر اس کو ایوان میں زیر غور لانا چاہئے۔ یہ وہ وجوہ ہیں جن کی بنا پر میں نے ایوان میں یہ تحریک التواء پیش کی ہے۔ میرے خیال میں اس مسئلے پر ایوان میں بحث ہونی چاہئے اور اس سلسلے میں حکومت کو موثر اقدام کرنے کی فکر کرنی چاہئے۔

جناب چیئرمین : جناب چوہدری صاحب۔

چوہدری شجاعت حسین : جناب والا! پروفیسر صاحب نے دو تحاریک التوا پیش کی ہیں جہاں تک دوسری تحریک التوا کا تعلق ہے ' اس کے متعلق میں ' مختصراً وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ آٹھ مختلف پرائیویٹ پارٹیز نے سنگاپور کلپر کے ذریعے گیارہ ہزار آٹھ سو تہتر ٹن پام آئل امپورٹ کیا تھا لیکن جب یہاں پہنچا تو اس کی لیبارٹری رپورٹ سے پتہ چلا کہ اس میں lead contents زیادہ ہیں ' چنانچہ حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ اسے امپورٹ کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ اسلئے تمام پارٹیوں نے یہ درخواست کی کہ ہمیں اسے re-export کرنے کی اجازت دے دی جائے۔ چنانچہ انہیں re-export کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے اس لئے اب وہ یہ پام آئل کسی دوسرے ملک میں لے جائیں گے۔ یہاں اس بات کا تعلق ہے کہ یہ جو کہا گیا ہے کہ 70 لاکھ روپے کمیشن دی گی ہے ' اس کی جناب والا! میں تردید کرتا ہوں اور یہ کہوں گا کہ ہم یہ اجازت دے ہی چکے ہیں کہ وہ اسے re-export کر سکتے ہیں ' اب چونکہ یہ ملک میں داخل ہی نہیں ہوا ' ہاں ' البتہ یہ اگر ملک میں داخل ہو جاتا ہے تو یہ الزام لگایا جا سکتا تھا کہ کسی نے ستر لاکھ روپیہ لے کر اس ملک میں درآمد کرنے کی اجازت دے دی ہے۔

جناب والا ! جہاں تک دوسری تحریک التوا کا تعلق ہے ' میں سمجھتا ہوں کہ یہ واقعی بہت اہم ہے۔ جناب چیئرمین جہاں تک stearine-rich آئل کا تعلق ہے ' کمرشل امپورٹرز اسے امپورٹ کرتے ہیں ' جو کہ صابن بنانے میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ کچھ مفاد پرست عناصر پام stearine-rich کو خوردنی تیل اور گھی میں ملاوٹ کر کے فروخت کر رہے ہیں کیونکہ یہ بین الاقوامی مارکیٹ میں بہت سستا ہے۔ جناب والا! اس Mal-practice کو روکنے کیلئے حکومت نے مندرجہ ذیل اقدامات کئے ہیں۔

وفاقی حکومت نے ایک نوٹیفیکیشن جاری کا ہے جس کے مطابق وہ کھانے کا تیل جو پاکستان سٹینڈرڈ انسٹیٹیوٹ کے معیار کے مطابق نہیں ' وہ فروخت کرنے کیلئے ممنوع قرار دیا ہے۔ اس کی violation کی صورت میں ' کم از کم پچیس ہزار روپے جرمانہ کیا جا سکتا ہے۔

[Ch. Shujaat Hussain]

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ جرمانے کی سزا واقعی بہت کم ہے' میں نے حال ہی میں اپنی وزارت کو ہدایت کی ہے کہ اس سزا کو بڑھانے کیلئے فوری کارروائی کی جائے کیونکہ اس طرح انسانی جانوں سے کھیلنا' میں سمجھتا ہوں کہ قتل کے مترادف ہے یہ واقعی ایک انتہائی سنگین جرم ہے اور اس کی سزا جتنی بھی دی جائے کم ہے' اگر ایسے معاملات میں میری ذاتی رائے لی جائے تو میں کہوں گا کہ چونکہ یہ معاملات سب صوبوں سے تعلق رکھتے ہیں' اس لئے میں اپنی ذاتی رائے ہی دے سکتا ہوں۔ کہ یہاں اس طرح کے جو جرائم ہیں جو آج کل ہمارے ملک میں ہو رہے ہیں' ان کی سزا اگر کوڑوں تک بھی رکھی جائے تو یہ بھی مناسب رہے گی۔ اس کے علاوہ وزارت تجارت نے بھی ہدایات جاری کی ہیں کہ پام آئل کے امپورٹ لائسنس پر specifications درج کی جائیں تا کہ صرف وہی پام آئل درآمد کیا جا سکے جو کہ specifications کے مطابق ہو۔

جناب والا! pure food rules کے مطابق ضروری ہے کہ خوردنی اشیاء کے پیکٹ پر تمام اجزا کی تفصیل درج کی جائے تاہم اس رول پر مکمل طور پر عمل نہیں ہو رہا۔ صوبائی حکومتوں کو کہا گیا ہے کہ ان قواعد پر سختی سے عمل کروائیں۔ صوبائی حکومتوں کو یہ بھی ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ قانون بنایا جائے جس کے تحت اشیا خورد و نوش بنانے والے اپنے تمام پیکٹوں پر ان کی تفصیل درج کریں جو کہ اس سے پہلے وہ نہیں کر رہے۔

صوبائی حکومتوں کو یہ بھی ہدایت کی گئی ہے کہ pure food rules کی مناسب ترمیم کی جائے اور lead contents کی permissible limit کو بین الاقوامی معیار کے مطابق بنایا جائے۔

جناب والا! میں یہاں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ وزارت صنعت کے تحت چلنے والے گھی یونٹ کا گھی ہر قسم کی آلودگی سے پاک ہے تاہم میں نے گھی کارپوریشن کو ہدایت کی ہے کہ ہر ڈبہ پر تمام اجزا کی تفصیل درج کریں اور آپ کی وساطت سے میں پرائیویٹ سیکٹر سے بھی اپیل کروں گا کہ وہ قوانین و قواعد میں ترمیم کا انتظار نہ کریں اور آئندہ سے گھی و تیل کے ہر ڈبے پر تمام اجزا کی تفصیل درج کریں کیونکہ یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے۔

یہاں پر میں' یہ بھی وضاحت کروں گا جی سی پی' Stearine آئل در آمد نہیں کرتا۔ اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ جتنے جی سی پی کے یونٹ ہیں وہ بھی اسے استعمال کرتے ہوں گے۔

جناب والا! اگر صوبائی حکومتیں اس مسئلہ پر تعاون کریں اور وزارت صنعت کی ان ہدایات پر عمل در آمد کرائیں تو میں امید رکھتا ہوں کہ اس ناقص اور غیر معیاری خوردنی تیل اور گھی کی فروخت قطعاً بند ہو جائے گی۔ میں پروفیسر صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم نے اس مسئلے کو کافی seriously لیا ہے جسے چند مفاد پرست عناصر پچھلے چند ماہ سے پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس کی روک تھام کیلئے وزارت صنعت' وزارت خوراک کے ساتھ مل کر صوبائی حکومتوں سے یہ طے کرے گی کہ ایسے قوانین بنائے جائیں تاکہ اس پر جلد ہی کچھ عملدر آمد ہو۔ اس کے ساتھ ہی میں پروفیسر صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی ان تحریکوں پر زور نہ دیں بہر حال میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس مسئلے پر ہم پورے طریقے سے نظر ثانی کریں گے۔

جناب چیئرمین: جناب پروفیسر خورشید صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: میں اس سلسلے میں ان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس پر کارروائی بھی شروع کر دی ہے۔ میری صرف یہ درخواست ہے کہ اس کو موثر اور تیز کریں تاکہ عوام یہ محسوس کریں کہ ان کے حقوق کا تحفظ کیا جا رہا ہے اور آپ ایک مفید خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: اس کا مطلب ہے کہ آپ اس موشن پر زور نہیں دے رہے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد: اصرار نہیں کر رہا۔

جناب چیئرمین: اصرار نہیں کر رہے۔ اگلی موشن' میر علی نواز تالپور Not present. Dropped.

مولانا کوثر نیازی صاحب' ابھی اٹھ کر چلے گئے ہیں

On the alleged maltreatment meted out to Mr. Altaf Hussain by police investigaton – Dropped.

Maulana Kausar Niazi next on the remarks of the President that about 50% Budget allocated for Government has been mis-appropriated – Dropped.

[Mr. Chairman]

Qazi Abdul latif Sahib—On the statement of the Soviet Union Leader Mr. Gorbachev made in Press Conference at New Delhi. No. 66.

(II) *RE:* PRESS STATEMENT OF MR. GORBACHEV AT NEW DELHI

قاضی عبداللطیف : جناب والا! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ سوویت یونین کے لیڈر مسٹر گورباچوف کے نئی دہلی میں پریس کانفرنس کے خطاب سے پاکستان کی سلامتی کو ایک سنگین خطرہ لاحق ہوا ہے۔ روزنامہ جنگ راولپنڈی 29 ر نومبر 1986ء کی رپورٹ کے مطابق مسٹر گورباچوف نے کہا ہے کہ ہم پاکستان کے عوام کے ساتھ خوش گوار تعلقات استوار کرنا چاہتے ہیں اور اس کیلئے ہمیں نئی راہیں تلاش کرنا ہوں گی بصورت دیگر غیر متوقع نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ جناب والا! یہ نہایت اہم فوری وقوع پذیر ہونے والا عوامی اہمیت کا معاملہ ہے۔ ایوان سینیٹ کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Sahabzada Yaqub Khan: Yes, Sir.

جناب چیئرمین : کچھ مختصر سی وضاحت کر لیں۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا! اسکی وضاحت یہ ہے کہ مسٹر گورباچوف ایک ایسے ملک کے بااختیار اور موثر ترین شخصیت ہیں کہ جس کی تاریخ آج تک روشن نہیں ' ان کے بیان کو سیاق و سباق اور صرف الفاظ کے سیاق و سباق سے نہیں بلکہ ان کی حرکات و سکنات اور ان کی تاریخ اور واقعات کے لحاظ سے دیکھنا ہو گا' اس سے پہلے جبکہ مشرقی پاکستان کا المیہ پیش آیا تھا تو گورباچوف صاحب کے پیش رو نے اس وقت بھی یہ فرمایا تھا کہ پاکستان کو ان لوگوں کے ساتھ مصالحت کرنی چاہئے اور ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان میں امن قائم رہے' لیکن ہم نے دیکھا کہ ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسمان کیوں ہو۔

جناب راحت سعید چھتاری : پوائنٹ آف آرڈر' گزارش یہ ہے کہ اس وقت پاکستان کے تعلقات روس کے ساتھ بڑے نازک موڑ پر پہنچ چکے ہیں اور وزیر خارجہ صاحب دوبارہ روس تشریف لے جانے والے ہیں' اس تحریک پر بحث بند کرا دی جائے۔

جناب چیئرمین : وزیر خارجہ صاحب تشریف رکھتے ہیں اور وہ اس کا موثر جواب دے سکیں گے۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا! میں گزارش کروں گا اور میں نے یہی کہا ہے کہ ہم صرف ان کے الفاظ کے سیاق و سباق سے نہیں بلکہ حرکات کی بنیاد پر بھی دیکھیں گے کہ ان کی سابقہ تاریخ کیا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ان کے بیانات آج کل کچھ حوصلہ افزا ہیں ہمارے محترم وزیر خارجہ صاحب نے وہاں جاکر کے ان سے جو مذاکرات کئے ہیں' انہوں نے بھی اس پر حوصلہ افزائی کا اظہار کیا ہے' ہمیں اس سے خوشی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اس وقت تک جن حالات میں ہم گھرے ہوئے ہیں' اگر حالات کو اللہ تعالیٰ تبدیل کر دیتا ہے تو اس سے زیادہ ہمارے لئے خوشی کی بات اور کیا ہو گی' 25ر نومبر کو وہاں وہ جاتے ہیں' لیکن اس سے پہلے 28ر اکتوبر کو ہندوستان کے وزیر اعظم کا ایک بیان آتا ہے جو کہ انہوں نے تینوں مسلح افواج کے سامنے بیان دیا تھا ان کا یہ 28ر اکتوبر کا بیان ہے کہ "بھارتی وزیر اعظم نے 28ر اکتوبر کو اپنی مسلح افواج کے تینوں شاخوں کے اعلیٰ افسروں کی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے پاکستان میں دہشت گردوں کی تربیت کی معاونت کا الزام لگایا' دوسری بات انہوں نے یہ کی تھی کہ بحر ہند میں بیرونی بحری بیڑے کی موجودگی باعث تشویش ہے اور کہا کہ ملک کے دفاع کی منصوبہ بندی کرتے وقت ہم سمندر کی جانب سے لاحق خطرے کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ تیسری بات اس نے یہ کہی تھی۔ ہمیں سرحد پار سے ایٹمی خطرہ لاحق ہے تو ہم ایٹمی ہتھیار نہ بنانے کی اپنی پالیسی پر نظر ثانی کریں گے" یہ تو ان کا 28ر اکتوبر کا بیان تھا' ان کے صدر کا بیان 3ر نومبر کا ہے کہ جو یوگوسلاویہ میں جاکر انہوں نے دیا تھا "پاکستان سے تعلقات کو معمول پر لانے کی کوششوں میں رکاوٹ پیدا ہو رہی ہے' اس لئے کہ وہاں اقلیتوں کا مسئلہ ہے اور امریکہ وہاں جدید ہتھیار دے رہا ہے" یہ ان کے دورے پر جانے سے پہلے کے بیانات ہیں' اسی طریقے سے ان کے وزیر مملکت برائے امور خارجہ نے پارلیمنٹ میں بیان دیا تھا کہ جدید ترین راڈار نظام سے لیس طیارے فراہم کئے تو امریکہ بھارت تعلقات بری طرح متاثر ہوں گے' انہوں نے کہا کہ یہ معاملہ انتہائی اعلیٰ سطح پر اٹھایا گیا ہے" 8ر نومبر کو پھر وزیر مملکت برائے امور خارجہ' لوک سبھا میں بیان دیتے ہیں' کہ حالیہ مہینوں میں بھارت اور پاکستان کے تعلقات تیزی سے بگڑ رہے ہیں اور

[Qazi Abdul Latif]

اسی طریقے سے 9ر نومبر کو راجیو نے مقبوضہ کشمیر میں جا کر کہا تھا کہ بھارت پر تین مرتبہ حملہ ہو چکا ہے اور ہم نے ہمیشہ منہ توڑ جواب دیا ہے' اب اگر چوتھی مرتبہ حملہ کیا گیا تو دندان شکن جواب دیا جائے گا' بھارت کے سابق وزیر خارجہ کا بیان ہے' چین اور پاکستان کے ایٹمی صلاحیت حاصل کرنے کے بعد بھارت کی سلامتی کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔

جناب چیئرمین : یہ تو ہندوستان والوں کے بیان ہیں' گورباچوف کے بیان کے متعلق بتائیے۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا! میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ جب گورباچوف صاحب ہندوستان جا رہے تھے اس سے پہلے یہ بیانات آ رہے تھے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ہمارے خلاف کوئی سازش ہو رہی تھی اور اس کے بعد ہی فوجوں کا اجتماع ہماری سرحدات پر ہوا' اس کے بعد انہوں نے یہ فرمایا کہ ہم پاکستان کے ساتھ دوستی چاہتے ہیں' یہ دوستی کا خمیازہ ہم بھگت رہے ہیں کہ اس کے جانے کے بعد ملک کے اندر فسادات شروع ہو گئے ہیں اور ہر ایک کہتا ہے کہ اس میں باہر کا ہاتھ یقیناً ہے' وہ وزارت داخلہ نے بھی کہا اور دوسرے وزرا نے بھی کہا کہ باہر کا ہاتھ اس میں ہے۔ اب وہ باہر کا ہاتھ کہاں ہے اور کیسے ہے تو میں گزارش کروں گا کہ یہ بیانات جو ہندوستان کی جانب سے آ رہے تھے اور ان کا دورہ انہی دنوں میں ہو رہا تھا اسی طریقے سے ان دنوں کے اندر ہماری سرحدات پر بمباری ہوئی 8ر نومبر کو افغانستان کے بمبار طیاروں نے لنڈی کوتل کے علاقے میں کئی بم گرائے جس سے خطرناک آگ بھڑک اٹھی' یہ نومبر کی بات ہے' وہ نومبر کے بیانات ہیں' اسی طریقے سے دس نومبر کو افغانستان کے جٹ بمبار طیاروں نے خیبر ایجنسی میں پانچ مقامات پر نیپام بم برسائے راکٹوں اور لانچروں سے بھی زبردست حملہ کیا جس میں دو عورتیں ہلاک اور 8 افراد زخمی ہوئے 13ر نومبر کو افغانستان نے پھر ہماری سرحدات پر حملہ کیا' اس کے بعد بھی برابر مسلسل یہ چیز ہوتی رہی' تو میں گزارش کروں گا کہ وہاں جا کر انہوں نے جو بیان دیا ہے اور اس میں یہ کہا گیا ہے کہ اس سے غیر متوقع حالات پیدا ہو سکتے ہیں' میرے نزدیک وہ ایک بہت بڑا آدمی ہے اور اس کے الفاظ کو سوچنا چاہئے کہ اس قسم کے الفاظ اگر ایک شخص' ایسا شخص جو انتہائی ذمہ دار شخصیت ہے اور وہ کہتا ہے کہ اس سے غیر متوقع نتائج پیدا ہو سکتے ہیں غیر متوقع نتائج تو ہم نے وہی دیکھے ہیں کہ جو مشرقی

پاکستان میں ہمارے ساتھ کیئے گئے تھے لہٰذا اس پر تشویش کا ہونا ایک قدرتی بات ہے اور اگر حالات بدل گئے ہیں تو ہمیں اس سے یقیناً خوشی ہوگی' لیکن بظاہر یہ ہے کہ اس وقت جو ہمارے ساتھ عملی طور پر کیا جارہا ہے' الفاظ سے اس کا تطابق نہیں ہورہا' تو میں گزارش کروں گا کہ اگر اس پر بحث کی جائے اور موقع دیا جائے تو عنایت ہوگی۔

جناب چیئرمین : شکریہ' جناب صاحب زادہ صاحب۔

Sahabzada Yaqub Khan: Sir, first of all I like to comment that three separate issues.......

جناب چیئرمین : میرے خیال میں اگر تکلیف نہیں ہے تو قاضی صاحب اردو بہتر سمجھتے ہیں۔

صاحبزادہ یعقوب خان : بہت شوق سے اور خوشی سے' جناب والا! قاضی صاحب نے تین نکات اٹھائے ہیں' ایک تو وہ نکتہ جس کا تعلق اس بیان سے ہے جو گورباچوف صاحب نے دہلی میں دیا' دوسرے نکتے کا تعلق بھارت اور پاکستان کے تعلقات سے ہے اور تیسرے نکتے کا تعلق افغانستان کی طرف سے ہماری سرحد کی خلاف ورزی سے ہے' پہلے تو میں یہ بتانا چاہوں گا کہ جس بیان پر یہ تحریک التوا سینیٹ کے سامنے پیش کی گئی ہے وہ اخباری بیانات کے اوپر مبنی ہے' میرے خیال سے بہتر یہ ہو گا اگر ہم یہ دیکھیں کہ سرکاری سوویٹ نیوز ایجنسی Tass نے اس بیان کا کس شکل میں اظہار کیا'

The Tass Agency reported the question to Mr. Gorbachev as follows:

> You have just said that regional problems were discussed in the talks. What is your view of the militarisation of Pakistan by the United States? Mr. Gorbachev's reply to this question was, we all the Soviet Union, India and Pakistan are neighbours and I think that neighbours should always live in peace and help one another to build their relations in the spirit of understanding. We stand for good hearty relations with the Pakistani people and approaches should be worked out to achieve such relations. Other ways lead to unpredictable consequences and we should all remember this. I think that this fully applies to the Pakistan's Government.

[Shabzada Yaqub Khan]

اس بیان کی یہ تفسیر کہ یہ کسی قسم کی پاکستان کو دھمکی تھی یا اس میں کوئی ایسی interpretation دی جا سکتی ہے جو باعث تشویش ہو، میں سمجھتا ہوں یہ صحیح نہیں ہو گا، بلکہ جناب عالی! آپ کو یاد ہو گا کہ جس زمانے میں یہ بیان دیا گیا اس زمانے میں پاکستان میں ایک بہت تشویش کا عالم تھا اور ہندوستان اور پاکستان کے درمیان تنازعہ کافی حد تک پہنچ چکا تھا، لوگوں کا خیال یہ تھا کہ اس فضا میں جناب گورباچوف صاحب کا دہلی جانا شاید اور بھی اس فضا کو مکدر اور خراب کر دے لیکن بجائے اس کے کہ وہاں پر صحافیوں کے سوالات کے جواب میں وہ کوئی ایسا بیان دیں جو ہمارے لئے کسی طریقے سے ایک دھمکی سمجھی جائے، انہوں نے ایک مصالحانہ اور conciliatory جواب دیا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا جو ایک فضا یہاں تنازعہ کی تھی اس میں کمی ہوئی اور جن شکوک کا سینیٹر صاحب نے اظہار کیا ان کے برعکس فضا خراب ہونے کی بجائے ان کے بیان سے فضا بہتر ہوئی اس کے بعد سوویت یونین ہر بیان میں اور ہر ملاقات میں جس میں میری ملاقاتیں بھی شامل ہیں ہم کو اس چیز کا یقین دلایا وہ ہم سے اچھی ہمسائیگی کے تعلقات چاہتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ ہمارے bilateral تعلقات میں توسیع ہو وہ چاہتے ہیں کہ ریجنل افہام و تفہیم ہو اور جتنے معاملات ہیں ان کا حل افہام و تفہیم اور صلح سے تلاش کیا جائے۔ اس لئے میں نہیں سمجھتا کہ جس بیان کا ذکر سینیٹر صاحب نے کیا ہے اور جس پر انہوں نے التواکی تحریک پیش کی ہے۔ وہ صحیح معنوں میں تشویش کا باعث ہو سکتی ہے سوویت یونین سے ہمارے تعلقات پہلے سے بہتر ہیں ابھی میں سوویت یونین ہو کر آ رہا ہوں وہاں وزیر خارجہ سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے مجھے اس بات کا یقین دلایا اور اس بات کا مجھ پر خاص اثر ہوا انہوں نے نہ صرف ہمارے باہمی تعلقات بلکہ افغانستان کے مسئلے پر بھی بہت مثبت طریقے سے بحث کی جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سوویت یونین صحیح معنوں میں ہم سے اچھے تعلقات چاہتا ہے اور ہماری خواہش ہے کہ ان تعلقات میں توسیع ہو اس لئے ان واقعات کی بنا پر مجھے امید ہے کہ جناب قاضی صاحب اپنی تحریک التوا پر اصرار نہیں کریں گے۔

جناب چیئرمین : جناب قاضی صاحب۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا! صاحبزادہ صاحب نے آج تک امور خارجہ میں جو کارنامے انجام دیئے ہیں ان کے پیش نظر یقیناً ہمیں ان کی فراست پر اعتماد ہے اور ہمیں خوشی ہے کہ یہ پیش رفت اگر ہوئی ہے اور ہمارے تعلقات اس کے ساتھ برابر ہموار ہو رہے ہیں تو ہمیں

جناب چیئرمین : جناب چوہدری صاحب۔

چوہدری شجاعت حسین : جناب والا! پروفیسر صاحب نے دو تحاریک التوا پیش کی ہیں جہاں تک دوسری تحریک التوا کا تعلق ہے، اس کے متعلق میں، مختصراً وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ آٹھ مختلف پرائیویٹ پارٹیز نے سنگاپور کلپر کے ذریعے گیارہ ہزار آٹھ سو تہتر ٹن پام آئل امپورٹ کیا تھا لیکن جب یہاں پہنچا تو اس کی لیبارٹری رپورٹ سے پتہ چلا کہ اس میں lead contents زیادہ ہیں، چنانچہ حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ اسے امپورٹ کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ اسلئے تمام پارٹیوں نے یہ درخواست کی کہ ہمیں اسے re-export کرنے کی اجازت دے دی جائے۔ چنانچہ انہیں re-export کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے اس لئے اب وہ یہ پام آئل کسی دوسرے ملک میں لے جائیں گے۔ یہاں اس بات کا تعلق ہے کہ یہ جو کہا گیا ہے کہ 70 لاکھ روپے کمیشن دی گی ہے، اس کی جناب والا! میں تردید کرتا ہوں اور یہ کہوں گا کہ ہم یہ اجازت دے ہی چکے ہیں کہ وہ اسے re-export کر سکتے ہیں، اب چونکہ یہ ملک میں داخل ہی نہیں ہوا، ہاں، البتہ یہ اگر ملک میں داخل ہو جاتا ہے تو یہ الزام لگایا جا سکتا تھا کہ کسی نے ستر لاکھ روپیہ لے کر اس ملک میں درآمد کرنے کی اجازت دے دی ہے۔

جناب والا! جہاں تک دوسری تحریک التوا کا تعلق ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ واقعی بہت اہم ہے۔ جناب چیئرمین جہاں تک stearine-rich آئل کا تعلق ہے، کمرشل امپورٹرز اسے امپورٹ کرتے ہیں، جو کہ صابن بنانے میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ کچھ مفاد پرست عناصر پام stearine-rich کو خوردنی تیل اور گھی میں ملاوٹ کر کے فروخت کر رہے ہیں کیونکہ یہ بین الاقوامی مارکیٹ میں بہت سستا ہے۔ جناب والا! اس Mal-practice کو روکنے کیلئے حکومت نے مندرجہ ذیل اقدامات کئے ہیں۔

وفاقی حکومت نے ایک نوٹیفیکیشن جاری کیا ہے جس کے مطابق وہ کھانے کا تیل جو پاکستان سٹینڈرڈ انسٹیٹیوٹ کے معیار کے مطابق نہیں، وہ فروخت کرنے کیلئے ممنوع قرار دیا ہے۔ اس کی violation کی صورت میں، کم از کم پچیس ہزار روپے جرمانہ کیا جا سکتا ہے۔

[Ch. Shujaat Hussain]

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ جرمانے کی سزا واقعی بہت کم ہے، میں نے حال ہی میں اپنی وزارت کو ہدایت کی ہے کہ اس سزا کو بڑھانے کیلئے فوری کارروائی کی جائے کیونکہ اس طرح انسانی جانوں سے کھیلنا، میں سمجھتا ہوں کہ قتل کے مترادف ہے یہ واقعی ایک انتہائی سنگین جرم ہے اور اس کی سزا جتنی بھی دی جائے کم ہے، اگر ایسے معاملات میں میری ذاتی رائے لی جائے تو میں کہوں گا کہ چونکہ یہ معاملات سب صوبوں سے تعلق رکھتے ہیں، اس لئے میں اپنی ذاتی رائے ہی دے سکتا ہوں۔ کہ یہاں اس طرح کے جو جرائم ہیں جو آج کل ہمارے ملک میں ہو رہے ہیں، ان کی سزا اگر کوڑوں تک بھی رکھی جائے تو یہ بھی مناسب رہے گی۔ اس کے علاوہ وزارت تجارت نے بھی ہدایات جاری کی ہیں کہ پام آئل کے امپورٹ لائسنس پر specifications درج کی جائیں تا کہ صرف وہی پام آئل در آمد کیا جا سکے جو کہ specifications کے مطابق ہو۔

جناب والا! pure food rules کے مطابق ضروری ہے کہ خوردنی اشیاء کے پیکٹ پر تمام اجزا کی تفصیل درج کی جائے تاہم اس رول پر مکمل طور پر عمل نہیں ہو رہا۔ صوبائی حکومتوں کو کہا گیا ہے کہ ان قواعد پر سختی سے عمل کروائیں۔ صوبائی حکومتوں کو یہ بھی ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ قانون بنایا جائے جس کے تحت اشیا خورد و نوش بنانے والے اپنے تمام پیکٹوں پر ان کی تفصیل درج کریں جو کہ اس سے پہلے وہ نہیں کر رہے۔

صوبائی حکومتوں کو یہ بھی ہدایت کی گئی ہے کہ pure food rules کی مناسب ترمیم کی جائے اور lead contents کی permissible limit کو بین الاقوامی معیار کے مطابق بنایا جائے۔

جناب والا! میں یہاں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ وزارت صنعت کے تحت چلنے والے گھی یونٹ کا گھی ہر قسم کی آلودگی سے پاک ہے تاہم میں نے گھی کارپوریشن کو ہدایت کی ہے کہ ہر ڈبہ پر تمام اجزا کی تفصیل درج کریں اور آپ کی وساطت سے میں پرائیویٹ سیکٹر سے بھی اپیل کروں گا کہ وہ قوانین و قواعد میں ترمیم کا انتظار نہ کریں اور آئندہ سے گھی و تیل کے ہر ڈبے پر تمام اجزا کی تفصیل درج کریں کیونکہ یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے۔

یہاں پر میں' یہ بھی وضاحت کروں گا جی سی پی' Stearine آئل در آمد نہیں کرتا۔ اس لئے یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ جتنے جی سی پی کے یونٹ ہیں وہ بھی اسے استعمال کرتے ہوں گے۔

جناب والا! اگر صوبائی حکومتیں اس مسئلہ پر تعاون کریں اور وزارت صنعت کی ان ہدایات پر عمل در آمد کرائیں تو میں امید رکھتا ہوں کہ اس ناقص اور غیر معیاری خوردنی تیل اور گھی کی فروخت قطعاً بند ہو جائے گی۔ میں پروفیسر صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم نے اس مسئلے کو کافی seriously لیا ہے جسے چند مفاد پرست عناصر پچھلے چند ماہ سے پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس کی روک تھام کیلئے وزارت صنعت' وزارت خوراک کے ساتھ مل کر صوبائی حکومتوں سے یہ طے کرے گی کہ ایسے قوانین بنائے جائیں تاکہ اس پر جلد ہی کچھ عملدر آمد ہو۔ اس کے ساتھ ہی میں پروفیسر صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی ان تحریکوں پر زور نہ دیں بہرحال میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس مسئلے پر ہم پورے طریقے سے نظر ثانی کریں گے۔

جناب چیئرمین : جناب پروفیسر خورشید صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد : میں اس سلسلے میں ان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس پر کارروائی بھی شروع کر دی ہے۔ میری صرف یہ درخواست ہے کہ اس کو موثر اور تیز کریں تاکہ عوام یہ محسوس کریں کہ ان کے حقوق کا تحفظ کیا جارہا ہے اور آپ ایک مفید خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

جناب چیئرمین : اس کا مطلب ہے کہ آپ اس موشن پر زور نہیں دے رہے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد : اصرار نہیں کر رہا۔

جناب چیئرمین : اصرار نہیں کر رہے۔ اگلی موشن' میر علی نواز تالپور

Not present. Dropped. مولانا کوثر نیازی صاحب' ابھی اٹھ کر چلے گئے ہیں

On the alleged maltreatment meted out to Mr. Altaf Hussain by police investigaton – Dropped.

Maulana Kausar Niazi next on the remarks of the President that about 50% Budget allocated for Government has been misappropriated – Dropped.

[Mr. Chairman]

Qazi Abdul latif Sahib—On the statement of the Soviet Union Leader Mr. Gorbachev made in Press Conference at New Delhi. No. 66.

(II) *RE:* PRESS STATEMENT OF MR. GORBACHEV AT NEW DELHI

قاضی عبداللطیف : جناب والا! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ سوویت یونین کے لیڈر مسٹر گورباچوف کے نئی دہلی میں پریس کانفرنس کے خطاب سے پاکستان کی سلامتی کو ایک سنگین خطرہ لاحق ہوا ہے۔ روزنامہ جنگ راولپنڈی 29 ر نومبر 1986ء کی رپورٹ کے مطابق مسٹر گورباچوف نے کہا ہے کہ ہم پاکستان کے عوام کے ساتھ خوش گوار تعلقات استوار کرنا چاہتے ہیں اور اس کیلئے ہمیں نئی راہیں تلاش کرنا ہوں گی بصورت دیگر غیر متوقع نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ جناب والا! یہ نہایت اہم فوری وقوع پذیر ہونے والا عوامی اہمیت کا معاملہ ہے۔ ایوان سینیٹ کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Sahabzada Yaqub Khan: Yes, Sir.

جناب چیئرمین : کچھ مختصر سی وضاحت کرلیں۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا! اسکی وضاحت یہ ہے کہ مسٹر گورباچوف ایک ایسے ملک کے بااختیار اور موثر ترین شخصیت ہیں کہ جس کی تاریخ آج تک روشن نہیں ' ان کے بیان کو سیاق و سباق اور صرف الفاظ کے سیاق و سباق سے نہیں بلکہ ان کی حرکات و سکنات اور ان کی تاریخ اور واقعات کے لحاظ سے دیکھنا ہوگا 'اس سے پہلے جبکہ مشرقی پاکستان کا المیہ پیش آیا تھا تو گورباچوف صاحب کے پیش رو نے اس وقت بھی یہ فرمایا تھا کہ پاکستان کو ان لوگوں کے ساتھ مصالحت کرنی چاہئے اور ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان میں امن قائم رہے ' لیکن ہم نے دیکھا کہ ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسمان کیوں ہو۔

جناب راحت سعید چھتاری : پوائنٹ آف آرڈر ' گزارش یہ ہے کہ اس وقت پاکستان کے تعلقات روس کے ساتھ بڑے نازک موڑ پر پہنچ چکے ہیں اور وزیر خارجہ صاحب دوبارہ روس تشریف لے جانے والے ہیں ' اس تحریک پر بحث بند کرادی جائے۔

جناب چیئرمین : وزیر خارجہ صاحب تشریف رکھتے ہیں اور وہ اس کا موثر جواب دے سکیں گے۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا! میں گزارش کروں گا اور میں نے یہی کہا ہے کہ ہم صرف ان کے الفاظ کے سیاق و سباق سے نہیں بلکہ حرکات کی بنیاد پر بھی دیکھیں گے کہ ان کی سابقہ تاریخ کیا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ان کے بیانات آج کل کچھ حوصلہ افزا ہیں ہمارے محترم وزیر خارجہ صاحب نے وہاں جا کر کے ان سے جو مذاکرات کئے ہیں' انہوں نے بھی اس پر حوصلہ افزائی کا اظہار کیا ہے' ہمیں اس سے خوشی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اس وقت تک جن حالات میں ہم گھرے ہوئے ہیں' اگر حالات کو اللہ تعالیٰ تبدیل کر دیتا ہے تو اس سے زیادہ ہمارے لئے خوشی کی بات اور کیا ہو گی' 25ر نومبر کو وہاں وہ جاتے ہیں' لیکن اس سے پہلے 28ر اکتوبر کو ہندوستان کے وزیر اعظم کا ایک بیان آتا ہے جو کہ انہوں نے تینوں مسلح افواج کے سامنے بیان دیا تھا ان کا یہ 28ر اکتوبر کا بیان ہے کہ "بھارتی وزیر اعظم نے 28ر اکتوبر کو اپنی مسلح افواج کے تینوں شاخوں کے اعلیٰ افسروں کی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے پاکستان میں دہشت گردوں کی تربیت کی معاونت کا الزام لگایا' دوسری بات انہوں نے یہ کی تھی کہ بحر ہند میں بیرونی بحری بیڑے کی موجودگی باعث تشویش ہے اور کہا کہ ملک کے دفاع کی منصوبہ بندی کرتے وقت ہم سمندر کی جانب سے لاحق خطرے کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ تیسری بات اس نے یہ کہی تھی۔ ہمیں سرحد پار سے ایٹمی خطرہ لاحق ہے تو ہم ایٹمی ہتھیار نہ بنانے کی اپنی پالیسی پر نظر ثانی کریں گے" یہ تو ان کا 28ر اکتوبر کا بیان تھا' ان کے صدر کا بیان 3ر نومبر کا ہے کہ جو یوگوسلاویہ میں جا کر انہوں نے دیا تھا "پاکستان سے تعلقات کو معمول پر لانے کی کوششوں میں رکاوٹ پیدا ہو رہی ہے' اس لئے کہ وہاں اقلیتوں کا مسئلہ ہے اور امریکہ وہاں جدید ہتھیار دے رہا ہے" یہ ان کے دورے پر جانے سے پہلے کے بیانات ہیں' اسی طریقے سے ان کے وزیر مملکت برائے امور خارجہ نے پارلیمنٹ میں بیان دیا تھا کہ جدید ترین راڈار نظام سے لیس طیارے فراہم کئے تو امریکہ بھارت تعلقات بری طرح متاثر ہوں گے' انہوں نے کہا کہ یہ معاملہ انتہائی اعلیٰ سطح پر اٹھایا گیا ہے" 8ر نومبر کو پھر وزیر مملکت برائے امور خارجہ' لوک سبھا میں بیان دیتے ہیں' کہ حالیہ مہینوں میں بھارت اور پاکستان کے تعلقات تیزی سے بگڑ رہے ہیں اور

[Qazi Abdul Latif]

اسی طریقے سے 9 ر نومبر کو راجیو نے مقبوضہ کشمیر میں جا کر کہا تھا کہ بھارت پر تین مرتبہ حملہ ہو چکا ہے اور ہم نے ہمیشہ منہ توڑ جواب دیا ہے' اب اگر چوتھی مرتبہ حملہ کیا گیا تو دندان شکن جواب دیا جائے گا' بھارت کے سابق وزیر خارجہ کا بیان ہے' چین اور پاکستان کے ایٹمی صلاحیت حاصل کرنے کے بعد بھارت کی سلامتی کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔

جناب چیئرمین : یہ تو ہندوستان والوں کے بیان ہیں' گورباچوف کے بیان کے متعلق بتائیے۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا! میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ جب گورباچوف صاحب ہندوستان جا رہے تھے اس سے پہلے یہ بیانات آ رہے تھے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ہمارے خلاف کوئی سازش ہو رہی تھی اور اس کے بعد ہی فوجوں کا اجتماع ہماری سرحدات پر ہوا' اس کے بعد انہوں نے یہ فرمایا کہ ہم پاکستان کے ساتھ دوستی چاہتے ہیں' یہ دوستی کا خمیازہ ہم بھگت رہے ہیں کہ اس کے جانے کے بعد ملک کے اندر فسادات شروع ہو گئے ہیں اور ہر ایک کہتا ہے کہ اس میں باہر کا ہاتھ یقیناً ہے' وہ وزارت داخلہ نے بھی کہا اور دوسرے وزرا نے بھی کہا کہ باہر کا ہاتھ اس میں ہے۔ اب وہ باہر کا ہاتھ کہاں ہے اور کیسے ہے تو میں گزارش کروں گا کہ یہ بیانات جو ہندوستان کی جانب سے آ رہے تھے اور ان کا دورہ انہی دنوں میں ہو رہا تھا اسی طریقے سے ان دنوں کے اندر ہماری سرحدات پر بمباری ہوئی 8 ر نومبر کو افغانستان کے بمبار طیاروں نے لنڈی کوتل کے علاقے میں کئی بم گرائے جس سے خطرناک آگ بھڑک اٹھی' یہ نومبر کی بات ہے' وہ نومبر کے بیانات ہیں' اسی طریقے سے دس نومبر کو افغانستان کے جٹ بمبار طیاروں نے خیبر ایجنسی میں پانچ مقامات پر نیپام بم برسائے راکٹوں اور لانچروں سے بھی زبردست حملہ کیا جس میں دو عورتیں ہلاک اور 8 افراد زخمی ہوئے 13 ر نومبر کو افغانستان نے پھر ہماری سرحدات پر حملہ کیا' اس کے بعد بھی برابر مسلسل یہ چیز ہوتی رہی' تو میں گزارش کروں گا کہ وہاں جا کر انہوں نے جو بیان دیا ہے اور اس میں یہ کہا گیا ہے کہ اس سے غیر متوقع حالات پیدا ہو سکتے ہیں' میرے نزدیک وہ ایک بہت بڑا آدمی ہے اور اس کے الفاظ کو سوچنا چاہئے کہ اس قسم کے الفاظ اگر ایک شخص' ایسا شخص جو انتہائی ذمہ دار شخصیت ہے اور وہ کہتا ہے کہ اس سے غیر متوقع نتائج پیدا ہو سکتے ہیں غیر متوقع نتائج تو ہم نے وہی دیکھے ہیں کہ جو مشرقی

پاکستان میں ہمارے ساتھ کیئے گئے تھے لہٰذا اس پر تشویش کا ہونا ایک قدرتی بات ہے اور اگر حالات بدل گئے ہیں تو ہمیں اس سے یقیناً خوشی ہوگی' لیکن بظاہر یہ ہے کہ اس وقت جو ہمارے ساتھ عملی طور پر کیا جارہا ہے' الفاظ سے اس کا تطابق نہیں ہورہا' تو میں گزارش کروں گا کہ اگر اس پر بحث کی جائے اور موقع دیا جائے تو عنایت ہوگی۔

جناب چیئرمین : شکریہ' جناب صاحبزادہ صاحب۔

Sahabzada Yaqub Khan: Sir, first of all I like to comment that three separate issues.......

جناب چیئرمین : میرے خیال میں اگر تکلیف نہیں ہے تو قاضی صاحب اردو بہتر سمجھتے ہیں۔

صاحبزادہ یعقوب خان : بہت شوق سے اور خوشی سے' جناب والا! قاضی صاحب نے تین نکات اٹھائے ہیں' ایک تو وہ نکتہ جس کا تعلق اس بیان سے ہے جو گورباچوف صاحب نے دہلی میں دیا' دوسرے نکتے کا تعلق بھارت اور پاکستان کے تعلقات سے ہے اور تیسرے نکتے کا تعلق افغانستان کی طرف سے ہماری سرحد کی خلاف ورزی سے ہے' پہلے تو میں یہ بتانا چاہوں گا کہ جس بیان پر یہ تحریک التوا سینٹ کے سامنے پیش کی گئی ہے وہ اخباری بیانات کے اوپر مبنی ہے' میرے خیال سے بہتر یہ ہو گا اگر ہم یہ دیکھیں کہ سرکاری سوویٹ نیوز ایجنسی Tass نے اس بیان کا کس شکل میں اظہار کیا'

The Tass Agency reported the question to Mr. Gorbachev as follows:

> You have just said that regional problems were discussed in the talks. What is your view of the militarisation of Pakistan by the United States? Mr. Gorbachev's reply to this question was, we all the Soviet Union, India and Pakistan are neighbours and I think that neighbours should always live in peace and help one another to build their relations in the spirit of understanding. We stand for good hearty relations with the Pakistani people and approaches should be worked out to achieve such relations. Other ways lead to unpredictable consequences and we should all remember this. I think that this fully applies to the Pakistan's Government.

[Shabzada Yaqub Khan]

اس بیان کی یہ تفسیر کہ یہ کسی قسم کی پاکستان کو دھمکی تھی یا اس میں کوئی ایسی interpretation دی جا سکتی ہے جو باعث تشویش ہو' میں سمجھتا ہوں یہ صحیح نہیں ہو گا' بلکہ جناب عالی! آپ کو یاد ہو گا کہ جس زمانے میں یہ بیان دیا گیا اس زمانے میں پاکستان میں ایک بہت تشویش کا عالم تھا اور ہندوستان اور پاکستان کے درمیان تنازعہ کافی حد تک پہنچ چکا تھا' لوگوں کا خیال یہ تھا کہ اس فضا میں جناب گورباچوف صاحب کا دہلی جانا شاید اور بھی اس فضا کو مکدر اور خراب کر دے لیکن بجائے اس کے کہ وہاں پر صحافیوں کے سوالات کے جواب میں وہ کوئی ایسا بیان دیں جو ہمارے لئے کسی طریقے سے ایک دھمکی سمجھی جائے' انہوں نے ایک مصالحانہ اور conciliatory جواب دیا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا جو ایک فضا یہاں تنازعہ کی تھی اس میں کمی ہوئی اور جن شکوک کا سینیٹر صاحب نے اظہار کیا ان کے برعکس فضا خراب ہونے کی بجائے ان کے بیان سے فضا بہتر ہوئی اس کے بعد سوویت یونین ہر بیان میں اور ہر ملاقات میں جس میں میری ملاقاتیں بھی شامل ہیں ہم کو اس چیز کا یقین دلایا وہ ہم سے اچھی ہمسائیگی کے تعلقات چاہتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ ہمارے bilateral تعلقات میں توسیع ہو وہ چاہتے ہیں کہ ریجنل افہام و تفہیم ہو اور جتنے معاملات ہیں ان کا حل افہام و تفہیم اور صلح سے تلاش کیا جائے۔ اس لئے میں نہیں سمجھتا کہ جس بیان کا ذکر سینیٹر صاحب نے کیا ہے اور جس پر انہوں نے التوا کی تحریک پیش کی ہے۔ وہ صحیح معنوں میں تشویش کا باعث ہو سکتی ہے سوویت یونین سے ہمارے تعلقات پہلے سے بہتر ہیں ابھی میں سوویت یونین ہو کر آ رہا ہوں وہاں وزیر خارجہ سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے مجھے اس بات کا یقین دلایا اور اس بات کا مجھ پر خاص اثر ہوا انہوں نے نہ صرف ہمارے باہمی تعلقات بلکہ افغانستان کے مسئلے پر بھی بہت مثبت طریقے سے بحث کی جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سوویت یونین صحیح معنوں میں ہم سے اچھے تعلقات چاہتا ہے اور ہماری خواہش ہے کہ ان تعلقات میں توسیع ہو اس لئے ان واقعات کی بنا پر مجھے امید ہے کہ جناب قاضی صاحب اپنی تحریک التوا پر اصرار نہیں کریں گے۔

جناب چیئرمین : جناب قاضی صاحب۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا ! صاجزادہ صاحب نے آج تک امور خارجہ میں جو کارنامے انجام دیئے ہیں ان کے پیش نظر یقیناً ہمیں ان کی فراست پر اعتماد ہے اور ہمیں خوشی ہے کہ یہ پیش رفت اگر ہوئی ہے اور ہمارے تعلقات اس کے ساتھ برابر ہموار ہو رہے ہیں تو ہمیں

قوم کیلئے بنائے تھے۔ مگر ہوا عجیب معاملہ کہ اتنی قربانیوں کے بعد انگریز تو چلا گیا لیکن جو قوانین ایک قید خانے، ایک غلام قوم کیلئے انگریز نے اپنی ضرورتوں، مصلحتوں اور سیاسی تقاضوں کیلئے بنائے تھے جن میں ہمیں وہ سختی سے جکڑ سکتا تھا ہمیں شکنجے میں جکڑ سکتا تھا ہمیں آپس میں لڑا سکتا تھا اور ہمیں ہر قسم کی آزادی اور حریت کے اقدامات سے باز رکھ سکتا تھا۔ ان قوانین کو ہم نے ایک آزاد قوم ہوتے ہوئے بھی مضبوطی سے تھام لیا۔ یہاں پاکستان میں اور دنیا کے ہر ملک میں قید خانے کے الگ قوانین ہوتے ہیں۔ قیدی کو ہر حالت میں ان قوانین کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ لیکن جب قیدی آزاد ہو جاتا ہے تو باہر کے قوانین جو آزاد دنیا کے ہوتے ہوں وہ سراسر اس قید خانے کے قوانین کے بالکل برعکس اور مختلف ہوتے ہیں۔ ایسا تو نہیں ہوتا کہ قیدی باہر آکر بھی قیدیوں جیسی زندگی بسر کرے۔ لیکن بدقسمتی سے انگریز نے ایسی چال چلی اور اس نے جاتے جاتے اس نظام کو ایسی ڈگر پر چلانے کیلئے اتنے بھرپور انتظامات کیے کہ ہم نام کے تو آزاد ہو گئے لیکن 1857ء اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے آنے کے بعد کی صورت حال میں ذرہ بھر تبدیلی ہم نے گوارا نہ کی تو جناب چیئرمین! میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا ہم اپنے آپ کو ایک آزاد شہری کہلا سکتے ہیں؟ ہم اپنے ملک کو آزاد مملکت کہہ سکتے ہیں۔ جس مملکت میں سامراجی دور کا نظام جاری و ساری ہو۔ جس میں تمام تعزیرات، تعزیرات انگریز ہوں۔ جس میں وہی حدود و قیود ہوں، تعلیم کے میدان میں، تمدن کے میدان میں، سیاست کے میدان میں، معیشت کے میدان میں اور خاص کر عدالت کے میدان میں تمام کے تمام وہی طریقہ ہائے کار اور ضوابط ہوں ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ یہاں سے سفید چمڑی والا انگریز چلا گیا ہے لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم ایک نظام سے آزاد ہو گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب تک ہم یہ عظیم مقصد حاصل نہیں کریں گے، دو سو سال میں دی جانے والی تمام قربانیاں رائگاں رہیں گی۔

ہم ہر سال آزادی کا دن مناتے ہیں۔ لیکن در حقیقت ہم اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں۔ در حقیقت ہم اس دن آزاد ہوں گے جب ہم لارڈ میکالے اور لارڈ کرزن کے نظام سے گلوخلاصی کرلیں گے اور اسی دن ہمیں حقیقی آزادی منانے کا حق ہو گا۔ جب کہ چالیس سال سے مسلسل ہم نے اسی نظام کو سینے سے لگائے رکھا ہے اور اس کے نتیجے میں آپ نے دیکھا ہے کہ ہمارے یہ چالیس سال کیسے گزرے ہیں۔ یہ عرصہ مسلسل سیاسی کشمکش، اقتدار کی رسہ کشی،

[Maulana Sami-ul-Haq]

ایک دوسرے کو اتارنے چڑھانے کی سازش کرنے میں گزارے ۔ اس کے بعد معیشت کے میدان میں کتنا عظیم تفاوت ہے، اخلاقی اقدار کی پامالی، اخلاق باختگی اور اپنی زندگی کے حقیقی مقاصد سے ہم دور ہٹتے چلے گئے ہیں۔ پھر آخر کار یہ ہوا کہ اسلام کا جو رشتہ ہم سب کی قومیتوں کو جسد واحدہ بنا کر رکھ سکتا تھا۔ جس رشتے کی وجہ سے برصغیر کے پورے مسلمانوں نے لازوال قربانیاں دیں۔ اس وقت کسی نے یہ نہ کہا کہ میں سندھی ہوں یا پٹھان ہوں یا یوپی والا ہوں مگر وہ رشتہ بھی کمزور ہوتا گیا۔ کیونکہ جب نظام انگریزی تھا تو یہ نظام ہمیں ڈنڈے کے زور سے غلام تو بنا کر رکھ سکتا تھا لیکن بحیثیت نظام کے وہ ہمیں ایک رشتے میں نہیں جوڑ سکتا تھا۔ تو چنانچہ ملک کا ایک بازو ٹوٹ گیا اور اس کے بعد قومی لسانی اور گروہی عصبیتوں کا ایک طوفان اٹھا اور اب ایک ایسے عفریت نے منہ کھولا ہوا ہے جو ہمیں ہڑپ رہا ہے۔

یہاں یہ سارے سیاسی بحران پیدا ہوئے اور پھر خدا اور رسولؐ کے تصور سے عاری ایک نظام ہو گا تو اس سے انسان مادہ پرست بن جاتا ہے۔ پوری قوم مادہ پرستی کی طرف چالیس سال سے روانہ ہے، اسی کے نتیجے میں رشوت کا دور دورہ ہوا اسی کے نتیجے میں سمگلنگ، ملاوٹ اور چوربازاری کا بازار گرم ہوا، اسی کے نتیجے میں مہنگائی انتہا کو پہنچنے لگی۔ ہر شخص نے یہ تصور کیا کہ اب حلال اور حرام کا تصور تو ہے نہیں، بقول اکبرالہ آبادی

چند دن کی زندگی ہے، کوفت کا کیا فائدہ
کھا ڈبل روٹی کلرکی کر خوشی سے پھول جا،

بقول اکبرالہ آبادی، وہی تصور چھا گیا کہ راتوں رات دولت حاصل کرو۔ امیر بنو، اس کیلئے حلال و حرام کی سب حدود پامال کر دو اب قوم ایک بالکل مادہ پرست قوم بن چکی ہے۔ وجہ یہی ہے کہ ہمارے سامنے اپنا کوئی نظام نہیں رکھا گیا جو ہمیں خدا اور رسولؐ کا تصور دیتا، جو ہمیں ڈراتا، ہمیں اس پر چلاتا اور ہم اس کی برکات سے محظوظ ہو جاتے۔

جناب چیئرمین صاحب! قیام پاکستان کے فوراً بعد، 1949 میں یہ کوششیں دین چاہنے والے علماء اور بزرگوں اور عام لوگوں کی طرف سے شروع ہوئیں کہ ہم اس گاڑی کا قبلہ درست کر دیں اور اسی سلسلے میں بڑی زبردست جدوجہد شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی کی قیادت اور سرکردگی میں ہوئی جو پاکستان کے بانیوں میں سے تھے اور جس نے بہت سی قربانیاں،

اپنوں اور پرائیوں سے جھگڑ جھگڑ کر دی تھیں، انہوں نے ایک منظم تحریک چلائی کہ اس حکومت کے بنیادی خدوخال اور بنیادی راہ عمل اور خطوط طے ہو جائیں۔ اسی سلسلے میں 1949ء میں، قیام پاکستان کے بعد، قرارداد پاکستان کی شکل میں ایک مقدس دستاویز مرتب کی اور اس کے منوانے کیلئے کوشش کی جسے بالآخر انہوں نے اس وقت کے حکمرانوں سے منوالیا۔ اس طرح انہوں نے اس ملک کا قبلہ متعین کر دیا مگر بدقسمتی سے اس کی روشنی میں کوئی قانون سازی نہ ہوئی، قرارداد مقاصد کی بنیاد یہی تھی کہ ہم نے جب آزاد ملک حاصل کیا ہے تو یہاں حاکمیت اعلیٰ خداوند تعالیٰ کی ہو گی۔ ہم رب العالمین کی طے کردہ حدود اور جو راستے ہیں، جو طریقے ہیں، ان کے اندر رہتے ہوئے، اپنی حکمرانی جو کہ اللہ تعالیٰ کی ایک امانت ہے کریں گے مگر اللہ تعالیٰ کی حدود کو پامال نہیں کریں گے اور حاکمیت اعلیٰ حقیقتاً "اللہ تعالیٰ ہی کی ہو گی اس لئے کہ مسلمانوں کے یہ ایمان کا تقاضا ہے کہ مسلمان اپنے آپ کو کبھی اصل حکمران نہیں کہہ سکتا۔ اس کی حاکمیت خلافت کی حاکمیت ہوتی ہے، امانت کی حاکمیت ہوتی ہے اور فیصلہ اس نے انہی احکام کے تحت کرنا ہے جو حاکم مطلق نے اس کیلئے متعین اور واضح کر دیئے ہیں۔ اس لئے کہ اس کے سامنے یہ آیات ہوتی ہیں

ومن لم یحکم بما انزل اللّٰہ فاولٰئک ھم الفاسقون ۔

ومن لم یحکم بما انزل اللّٰہ فاولٰئک ھم الظالمون ۔

ومن لم یحکم بما انزل اللّٰہ فاولٰئک ھم الکفرون ۔

اور فرمایا ۔ ان الحکم الا اللّٰہ اور فرمایا الا لہ الخلق والامر اور فرمایا اللّٰہ الامر ۔

ان آیات میں اور ایسی بے شمار آیات ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر حاکمیت اعلیٰ اپنے آپ تک محدود کر رکھی ہے اور یہ الاٹ کر رکھی ہے کہ یہ میرے دائرہ اختیار میں ہے، اس میں بندے کو مداخلت کا حق نہیں ہے۔ ہاں، ان حدود میں رہتے ہوئے، خلافت کے طور پر ہمیں اپنی زندگی گزارنے کا حق ہے۔ اب اس حاکمیت اعلیٰ کو ہم قانون سازی کے ذریعے ہی، زندگی میں نافذ کروا سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ حاکم اعلیٰ ہے لیکن اس کی سنت کا، اور اس کی حکمتوں کا یہ تقاضا نہیں ہے، نہ اسکی صورت یہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ آ کر جج بن جائے اور حاکم کی کرسی پر

[Maulana Sami-ul-Haq]

بیٹھ جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنی حاکمیت قرآن اور سنت کے ذریعہ سے اپنے بندوں سے منوانا چاہتا ہے۔

اللہ کی حاکمیت یہ ہے کہ اسکے دئے ہوئے راہ عمل ' تعلیمات اور احکام و فرامین جو قرآن و سنت کی شکل میں ہمارے سامنے ہیں ان کے تحت ہم اسکو حاکمیت کا حق دیں۔ ہم اقدار کی کرسی پر ' عدالت کی کرسی پر اور اپنے تمام مناصب جلیلہ پر ' قرآن و سنت کو بٹھا دیں اور اس کی یہی صورت تھی کہ ہم عدالتوں میں قرآن و سنت کے قوانین جاری کرتے اور ہماری زندگی میں صرف قرآن و سنت کو بالا دستی حاصل ہوتی اور ہم اللہ کو Sovereign مان لیتے اور اللہ تعالیٰ کو حاکم اعلیٰ مان لیتے لیکن ایسا کئے بغیر ہم کسی دستور میں لاکھ بار بھی اللہ کو حاکم اعلیٰ کہیں اور اپنے دروازوں پر بڑے بڑے طغرے اللہ کی حاکمیت کے لٹکائیں اور تقریروں کی بنیاد اس کو بنائیں۔ اس کو سلوگن بنائیں ' اس کو تعویذ کی طرح استعمال کریں لیکن میں کہتا ہوں کہ اس طرح حاکمیت اعلیٰ ہماری عملی زندگی میں نافذ نہیں ہو سکتی۔ اس کا ایک ہی طریقہ تھا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ سے عدالت کے ذریعہ ' نظام عدالت کے ذریعہ ' اس حاکمیت اعلیٰ کو چلایا اور نافذ کروایا اور زندگی کے سارے شعبوں پر کنٹرول عدالت کو دے دیا۔ اس کے بعد عدالت کو بھی کھلا نہیں چھوڑا۔ عدالت کو قطعی پابند کر دیا گیا کہ حاکم بھی مسلمان معاشرے کا ایک فرد ہے ' تم بھی اللہ کی طرف سے حاکم کے طور پر اور ثالث کے طور پر فیصلے کرو گے لیکن فیصلے خدا اور رسولؐ کی مرضی کے مطابق کرو گے اور پھر رسولؐ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تیرے رب کی قسم جب تک تجھے حاکم نہ مان لیں اپنے معاملات اور جھگڑوں میں تجھ سے فیصلہ نہ کروائیں تو یہ ہرگز ہرگز مومن نہیں کہلا سکتے۔

فلا وربك لا یومنون حتی یحکموك فیما شجر بینهم ثم لا یجدوا فی انفسهم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیما۔

یہ ساری آیتیں ہیں کہ فیصلہ کا حق بھی کسی جج یا کسی عدالت کو بالکل کھلا نہیں دیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقررہ کردہ احکام اور فرامین کے خلاف جیسے بھی چاہے فیصلہ دے دے۔ تو گویا یہ

عدالت نائب ہے ' خلیفہ ہے ' کہ یہ اللہ اور رسولؐ کی حاکمیت کو مسلم معاشرے میں اس کی مخلوق میں نافذ کرائے۔ چنانچہ 1400 برس سے انہی عدالتوں کے ذریعے قرآن و سنت کی حاکمیت کا اعتراف کیا جاتا رہا ہے اور قرآن و سنت کے مطابق لوگوں کو حق دیا جاتا رہا ہے کہ وہ اپنے تمام احکام اور معاملات کا فیصلہ اس کے ذریعے سے کروا سکیں۔ کبھی یہ عدالتیں مدون دفعات سامنے رکھ کر فیصلے کرتی تھیں ' کبھی غیر مدون دفعات کی شکل میں قرآن و سنت اور اس سے مستنبط احکام ' سابقہ فیصلوں کو سامنے رکھ کر ' اپنی اہلیتوں اور صلاحیتوں کی روشنی میں فیصلے کرتی چلی آ رہی تھیں۔

خلافت راشدہ کے بعد بھی اسلام کے عروج اور اس کے ارتقا کے اور امن و سلامتی کے ' ایسے بڑے بڑے دور گزرے ہیں۔ پوری خلافت بنو امیہ اور خلافت بنو عباسیہ کے زمانے میں عدالتیں قرآن و سنت کی روشنی میں فیصلے کرتی تھیں۔ ان کے سامنے اگرچہ مدون چیزیں نہیں تھیں لیکن اصول و ضوابط اور اسلامی قوانین کے ماخذ ایسی تمام چیزیں موجود تھیں۔ خلافت عثمانیہ میں بھی یہی سلسلہ چلا آ رہا تھا۔ کئی سو برس ہندوستان میں بھی مسلم عدالتیں ' قرآن و سنت اور اس پر مبنی احکام و تفاصیل کو سامنے رکھ کر مسلم معاشرے میں عدل و انصاف اور حقیقی فلاحی ریاست کی جو رعاتیں ہیں ' جو حقوق ہیں ' ان کی برکات بکھرتی رہیں اور اس طرح عدالتی نظام کے لحاظ سے بھی مسلمان معاشرہ تمام دنیا کیلئے قابل رشک معاشرہ بنا رہا۔ قرآن و سنت نے یہ تو لازم قرار نہیں دیا کہ ایک عدالت کے سامنے لازماً ایک مدون قانون موجود ہونا چاہئے۔ یہ صورت حال اب بھی دنیا میں کئی جگھوں پر موجود ہے۔ برطانیہ ' جو کہ دنیا میں قانون کا بہت بڑا علمبردار بنا ہوا ہے ' وہاں بھی آئین اور قانون سے بڑھ کر پہلے سے جاری جو روایات ہیں ' انہی روایات کو دیکھ کر ' فیصلے کئے جاتے ہیں وہ عدالتیں اپنی ان روایات کا لحاظ رکھتی ہیں اور ان روایات کے تقدس کو برقرار رکھنے کی کوشش کرتی ہیں اور فیصلے کرتی ہیں۔ یہی اس وقت ایک اسلامی اسٹیٹ ' سعودی عرب میں ہو رہا ہے۔ پھر اگر ہم چاہتے کہ یہ مشکل بھی حل ہو جائے اور جدید تقاضوں اور جدید حالات کی روشنی میں عدالتوں کے سامنے کوڈیفائڈ ' مدون ایک قانون موجود ہو تو اس کیلئے یہ مشکل نہیں تھا ' چالیس برس ایک طویل عرصہ ہے۔ آج کہا جا رہا ہے کہ دفعہ وار قوانین نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس غفلت اور کوتاہی کا ارتکاب بھی کس نے کیا ہے۔ چالیس سال اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکمرانی کا موقع دیا اور ہم ہمیشہ کہتے رہے کہ قرار داد

[Maulana Sami-ul-Haq]

مقاصد ہماری رہنما ہے اور ہم اسلامی شریعت کے مطابق فیصلے کریں گے۔ یہ مسلم معاشرہ ہے، یہاں اسلامی قوانین کی بالادستی ہوگی۔ تو اس لئے کچھ کام تو آگے بڑھا دیا ہوتا۔ چالیس سال کیا، میں کہتا ہوں کہ یہ کام چالیس مہینوں میں بھی سرانجام پا سکتا تھا۔

جناب والا! پھر شریعت بل کو یہاں پیش ہوئے پونے دو سال تقریباً ہونے کو ہیں، جب شریعت بل کا مسئلہ سامنے آیا، تو ارباب حکومت کو، وزارت انصاف کو، اور وزارت قانون کو، چاہئے تھا کہ اس کو سامنے رکھتے ہوئے وہ قانون کو دفعہ وار مدون کرنے کا کام شروع کر دیتی۔ اس طرح دو سال کے عرصہ میں اس کا کچھ حصہ تو سامنے آیا ہوتا۔ پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنا بڑا مشکل کام نہیں ہے۔ اس وقت عالم اسلام میں کئی مدون مجموعے موجود ہیں اور اس پر فیصلے ہوتے چلے آرہے ہیں، خلافت عثمانیہ نے " المجلہ " کی شکل میں ساری دفعات کو مدون و مرتب کر دیا تھا۔ اس وقت اردن کی حکومت نے بڑا عظیم کام کیا ہے وہ ایک فقہی انسائیکلوپیڈیا، مرتب کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ وہ قوانین کو مدون شکل میں دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ پھر اگر ہم اس صورتحال کی ضرورت پیدا کریں گے تو بحران پیدا نہیں ہو گا، ضرورت کے بعد اس کی مشکلات بھی حل ہوں گی اور وہ ساری دفعات بھی مرتب ہو جائیں گی، اس وقت بھی ہم بالکل خلا میں نہیں ہیں کہ یکدم یہ مشکل ہمارے سامنے آجائے گی تقریباً 15 سال کے طویل عرصے سے اسلامی نظریاتی کونسل انہی خطوط پر کام کر رہی ہے اور اس نے بہت سی چیزیں رپورٹوں کی شکل میں، دفعات کی شکل میں، مسودوں کی شکل میں، ہمارے سامنے رکھی ہیں، ہم اگر آج بھی عدالتوں کو اسلامی قوانین پر فیصلہ کرنے کا پابند کر دیں گے تو ہمارے سامنے قوانین کے بہت بڑے ڈھیر آجائیں گے اگر آپ ارادہ کر لیں۔

دیت اور قصاص کے مسئلے پر تقریباً ایک سال آپ بحث کروا چکے ہیں، اسی قوم کے برگزیدہ لوگوں نے سکالروں نے، دانشوروں نے، قانون سازوں نے، ججوں نے، 1979 سے تقریباً 1985 تک دیت اور قصاص کے مسئلے پر ساری تفصیلات پر غور و خوض کیا، اس کے متبادل ترامیم آئیں یہ سارا کچھ ہوا، میں کہتا ہوں کہ دیت اور قصاص کا وہ مسودہ جو مجلس شوریٰ نے بالآخر تمام مکاتب فکر کے ہوتے ہوئے متفقہ طور پر پاس کیا، اگر آج بھی اس دیت اور قصاص کے مسودے کو آپ اپنے ان مؤقر ایوانوں سے پاس کروالیں اور آپ چاہیں تو یہ سب

کچھ ایک دن میں پاس کروا سکتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ 70 فیصدی فوجداری قوانین مرتب شکل میں ہمارے سامنے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جناب چیئرمین : ذرا اختصار سے کام لیں کیوں وقت بہت گزر گیا ہے۔

مولانا سمیع الحق : جناب! میں تو تقریباً تین گھنٹے لوں گا' اب یہ فیصلہ آپ فرمالیں' کیونکہ ڈیڑھ سال اس موضوع پر لوگوں نے اظہار خیال کیا ہے اگر میری صحت نے جواب نہ دیا اور گلہ نہ بیٹھا اور آپ نے بھی اسی طرح تحمل اور بردباری کا مظاہرہ کیا تو کم از کم رات بارہ بجے تک میں انشاء اللہ اس موضوع پر اظہار خیال کرنا چاہتا ہوں کیوں کہ ڈیڑھ سال تک لوگوں کو آپ نے کھلا وقت دیا ہے۔ اس وقت تو میں بالکل ابتدائی پوائنٹ پر ہوں اور مجھے وہ تمام خدشات اور شبہات جو ملک بھر میں اٹھائے گئے ہیں اجتہاد کے مسئلہ میں' فرقہ واریت کی شکل میں اور مقننہ کے اختیارات پر قدغن لگانے کی شکل میں' اور یہ کہ یہ سیاسی بل ہے' یہ متنازعہ ہے' انشاء اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں پر اپنا طالب علمانہ اظہار خیال کرنا ہے۔ اب جیسے آپ حکم دیں کہ کس وقت تک آپ اجلاس کو چلا سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین : وہ آپ خود دیکھ لیں' جہاں تک میرا تعلق ہے' میں تو بارہ کیا چھ بجے تک بھی بیٹھ سکتا ہوں۔ لیکن ایوان میرے خیال میں اس کا متحمل نہیں ہو سکے گا۔

مولانا سمیع الحق : جیسے! جناب آپ کی اور ایوان کی رائے ہو' میں تو چاہتا ہوں کہ آج اس معاملے کو ختم کر دوں۔

سید عباس شاہ : آپ اس کو ختم کریں یا نہ کریں آپ کی مرضی ہے لیکن کورم جناب! پورا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : اگر آج پہلی خواندگی ختم ہو جاتی تو آگے بھی بہت سارے مراحل ہیں آپ کے سامنے بھی' ایوان کے سامنے بھی تو اس پر بھی بحث ہو سکتی ہے بہر حال اگر کورم نہیں ہے تو گھنٹی بجائی جائے۔

(گھنٹی بجائی گئی)

جناب چیئرمین : میرے خیال میں اجلاس کو برخاست کرنا پڑے گا۔

[Mr. Chairman]

اچھا، وزارت انصاف و پارلیمانی امور کی وساطت سے اجلاس کی آئندہ کارروائی کے متعلق صدر صاحب کا ایک حکم موصول ہوا ہے وہ میں آپ کو سنا دوں۔

"In exercise of the powers conferred by clause 1 of Article 54 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan I hereby prorogue the Senate on the conclusion of its sitting on 15th February, 1987.

Sd:

General

MUHAMMAD ZIAUL HAQ,

President.

So the session is prorogued.

Mr. Wasim Sajjad: Thank you, Sir.

Mr. Chairman: Thank You.

[The Senate prorogued sine die.]

PCPPI—2348(87)Senate—14-4-1990—300.